کبریتِ احمر
از
حضرت محبوب سبحانی الشیخ سیّد عبدالقادر جیلانیؒ
معہ جامع ترجمہ وضروری حواشی وفٹ نوٹ
مسمّٰی بہ
تریاقِ اکبر
جناب مولٰینا سیّد محمدقاسم شاہ صاحب بخاری
(صدر انجمن تبلیغ الاسلام جموں وکشمیر ومہتمم اعلیٰ حنفی عربی کالج نوباغ سرینگر
گلشن پبلشرز
مدینہ چوک سرینگر کشمیر

کبریت احمر

از

حضرت محبوب سبحانی الشیخ سید عبد القادر الجیلانی رض

معہ

جامع ترجمہ و ضروری حواشی و فٹ نوٹ

مسمیٰ بہ

تریاقِ اکبر

مؤلف

جناب مولانا سید محمد قاسم شاہ صاحب بخاری

(صدر انجمن تبلیغ الاسلام جموں و کشمیر و مہتمم اعلیٰ حنفی عربی کالج نور باغ سرینگر)

ناشر

گلشن پبلشرز مدینہ چوک گاؤکدل سرینگر

جملہ حقوق بحقِ پبلشرز محفوظ ہیں

نام کتاب : تریاقِ اکبر (ترجمہ و تشریح کبریتِ احمر) (مصنف حضرت شیخ سید عبد القادر جیلانی رض)

مؤلف : مولانا سید محمد قاسم شاہ صاحب بخاری مد ظلہ العالی

باہتمام : شیخ اعجاز احمد

تعداد صفحات و سائز : ۱۲۸+ٹائٹل ۲۰ × ۳۰/۱۶

خوشنویس : عبد الحمید جاوید

ھدیہ کتاب : 20/=

پبلشرز : گلشن پبلیکیشنز (مدینہ چوک) گاؤکدل سری نگر

تقسیم کار : شیخ محمد عثمان اینڈ سنز گاؤکدل سری نگر کشمیر

فون نمبر = 472081

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔
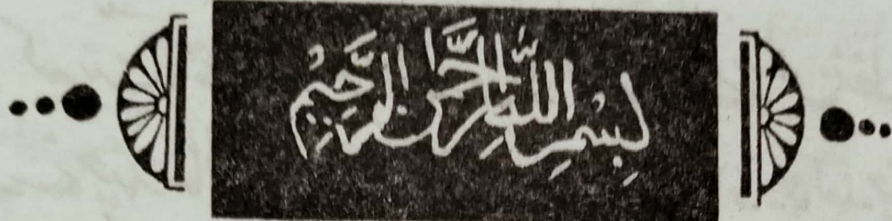
امّا بعد!

معزّز قارئین کرام!

آپ وظیفہ درود کبریت احمر مؤلفہ سیّدنا حضرت محبوب سبحانی شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اہمیت و عظمت سے اچھی طرح باخبر ہیں کہ بظاہر اس مبارک درود اور وظیفۂ مقدسہ کے کلمات طیّبات نہایت مختصر ہیں۔ لیکن معنی و مطالب اور رارشادات وکنایات کے لحاظ سے نہایت جامع اور کامل ترین ہے۔ اسی لئے ہماری ریاست میں خصوصیّت کے ساتھ باخدا اور بااعتقاد مسلمانوں کا اس کا پڑھنا ہمیشہ سے معمول بہ

...NFIA ARABIC COLLEGE LIBRARY No. Date Price ...OOR BAGH.

رہا ہے ۔

کبریتِ احمر کی اسی عظمت و اہمیت کے پیشِ نظر خاکسار نے چند سال پہلے اس کی شرح لکھنے کا ارادہ کیا چنانچہ کچھ عرصہ قبل اس کی پہلی جلد " منبع العلم والحکم " تک لکھی اور اس کو اہلِ اسلام کی خدمت میں پیش کیا، اس شرح کا نام " شفاءُ البشر " ہے ۔

شفاءُ البشر کو جہاں اہلِ علم نے سراہا اور اس کی تعریف کی، وہاں اُن میں سے بعض حضرات نے اس بات کی شکایت کی کہ یہ شرح عوامی معیار سے بہت اونچی ہونے کے سبب کم تعلیم رکھنے والے اُس کے مطالعہ کے باوجود جوں کے توں رہے، اور انہوں نے زور دیکر فرمایا کہ اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ پورے کبریتِ احمر کا بامحاورہ ترجمہ کیا جائے اور آسان زبان میں وقتی ضرورت سامنے رکھکر اس کے تفصیلی نوٹ لکھے جائیں ۔

خاکسار نے اس قیمتی رائے سے اتفاق کرتے ہوئے اس کا ترجمہ سہل زبان میں کر لیا، اور حسبِ ضرورت اور جگہ جگہ

قابلِ مطالعہ تفصیلی نوٹ بھی اس میں دیئے ۔ اس ترجمہ وحواشی کا نام "تریاقِ اکبر" رکھا گیا ہے ۔

اُمید ہے کہ یہ تھوڑی سی خدمت میرے اور میرے اسلافِ کرام کے لئے موجب نجات وسعادتِ دارین ثابت ہو جائے گی ....

بایں ہمہ باقی اصلی شرح "شفاءُ البشر" کی باقی جلدیں انشاء اللہ عنقریب ہی شائع ہوں گی ۔

رَبّنا تقبل مِنا اِنک انتَ السمیعُ العلیمُ

خاکپائے اولیاء وعلمائے عاملین

(مولانا) سیّد محمد قاسم شاہ بخاری عفی عنہ

عیدگاہ سرینگر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی بتوفیقہ تتم الصالحات ○ والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا محمد افضل البریات واکرم الموجودات ○ وخلاصۃ المخلوقات ○ وعلیٰ الہ واصحابہ و ازواجہ وذریتہ مادام یصلی علیہ مصل لابتغاء قربتہ ونیل شفاعتہ والسعادۃ الابدیہ وحصول البرکات۔

١

کبریتِ احمر کی اہمیت پر مختصر تبصرہ

اللہ تبارک وتعالیٰ کی یہ سب سے بڑی عنایت و مہربانی ہے کہ اس دورِ الحاد و بے دینی میں بھی نسبتاً مسلمانانِ کشمیر کے قلوب حضرت نبیِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے عشق و محبت اور والہانہ عقیدت میں مست و فریفتہ اور معمور و منوّر ہیں۔ اور بزبانِ حال و قال گنگنا کر عرض رساں ہیں۔

من شمع جاں گدازم و تو صبحِ دلکشائی
میرم گرت نہ بینم سوزم چو رخ نمائی
نزدیک آں چناں نم و دور آں چناں کہ گفتم
نے تابِ وصل دارم و نے طاقتِ جدائی

اور جناب حضرت رسولِ کائنات حضرت محمد رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت کی بنا پر اولیاءِ اُمت سر آمد مستانِ

روحانی تعلّق و بادۂ اَلَست سے بھی پورا ربط و ضبط، ارتباط رکھتے ہیں۔ اور اگر بے چارے عوام مُسلمین کسی وقت یا کسی جگہ بالفرض افراط و تفریط اور حدِّ اعتدال سے تجاوز و زیادتی کرتے ہیں تو اس کی اصلی وجہ یہ ہے کہ اس ملک میں مذہب اسلام کی صحیح اور کامل قیادت و رہنمائی کئی صدیوں سے معدوم و مفقود ہے ورنہ ہمارے مسلمان بھائیوں کو اللہ تعالیٰ، اُس کے رسُولِ برحق صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم اور اولیاء الرحمٰن سے جو شیدائیت اور فریفتگی ہے۔ وہ باقی اسلامی بلاد سے بہت زیادہ ہے۔ اور نظیؔری نیشاپوری جس نے اس شعر میں عشق محمّدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم کا اظہار کیا ہے۔

نظیؔری چناں سازِ صافِ سخن کُن
کہ رُوحِ نبیؐ خُوش شود از مقالت

اگر وہ کشمیریوں کے عشق و محبّت بارسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم روحی لہ الفداءُ دیکھتا تو وہ بھی حیران و ششدر ہو جاتا۔ اور اگر صاحب قصیدۂ بُردہ حضرت بوصیری رحمتہ

اللہ علیہ اپنے اس شعر کے بعد ؎

وَمَن تَکُن بِرَسُولِ اللّٰہِ نُصرَتُہٗ
اِن تَلقَہُ الاُسُدُ فِی اٰجامِہا تَجِم

کشمیری شاعر کا یہ شعر ملاحظہ فرماتے : ؎

نبیؐ مختار چھُوک غمخوار سونوی
چھُو لبس دادِ ین دوا دیدار چونوی

تو بلاشبہ وہ بھی اپنے شعر پر نظرِ ثانی کرتے ـــــ بہرحال اگرچہ کشمیر میں مجموعی طور پر اسلام دیر سے پہنچا، مگر بحمد اللہ پھر بھی دوسرے اسلامی ملکوں سے کشمیری مسلمانوں کے دِلوں میں دینی جوہر اور دینی محبّت، ایمانی جُوش و خروش اور عشقِ تاجدارِ عرب و عجم حضرت محمّد رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم سب سے زیادہ اور سب سے فراوان ہے۔ اَللّٰھُمَّ زِدنَا وَلَا تَنقُصنَا اور آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی سچی محبّت یہ ہے کہ آپؐ کی اِتباع و پیروی کی جائے اور آپ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی اطاعت پذیری، تابعداری، قربِ خُدا اور رضائے اِلٰہی کی موجب

ہو سکتی ہے اور بس۔ ظاہر ہے کہ حضرت رسول رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبّت کا اندازہ اور قدر و قیمت آپ پر صلوٰۃ وسلام کے بھیجنے پر منحصر ہے، اس لئے سلف صالحین نے درودِ شریف کی فضیلت و افادیت پر سینکڑوں کتابیں تالیف و تصنیف کی ہیں، جن میں سے درود کبریت احمر مؤلفہٗ قطب الاقطاب، آفتاب ولایت، ماہتاب برج کرامت سیدنا و مولانا الشیخ محی الدین عبد القادر الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا بھی ہے۔

ھر چند یہ وظیفہ نہایت مختصر ہے مگر جس طرح یہ قول درست ہے کہ کلامُ الملوکِ ملوکُ الکلام اسی طرح یہ قول بھی اس سے زیادہ صحیح اور باوزن ہے کہ کلامُ الاقطابِ قطبُ الکلامِ حضرت مؤلّف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اس لطیف ترین تصنیف کا آغاز صلوٰۃ وسلام کے تین فقروں سے کیا۔ اس کے بعد حضرت سیّد المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے تقریباً دو سو گیارہ (۲۱۱) اوصاف شریفہ اور نعوت مبارکہ اس طرح ذکر

کئے کہ گویا اجمالاً و اختصاراً رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی تمام حیواۃ اقدس آنکھوں کے سامنے آجاتی ہے، اور پڑھنے والا اور غور کرنے والا سعدی شیرازی رحمۃ اللہ کی طرح حالتِ حیرانی میں بے ساختہ پکار اٹھتا ہے

ترا عزّ تمکین لولاک بس است
ثنائے تو طٰہٰ و یٰسٓ بس است

یعنی اگر اللہ تبارک و تعالیٰ کسی عاشقِ صادق عالمِ باعمل کو توفیق دے، تو ان دو سو گیارہ اوصاف عالیہ، صفاتِ مقدّسہ کی تشریح کئی ضخیم جلدوں میں کر سکتا ہے۔ اور آخر میں حضرت مصنّف ادعیہ تسعہ (ایسی نو دعائیں) لے آئے جو نہایت پُر تاثیر و پُر عظمت ہیں۔ غرض درمیانی دو سو گیارہ اوصاف حمیدہ اور نعوت مبارکہ ایسے ہیں کہ دریائے بے کنار اور بحرِ لاساحل کا درجہ رکھتے ہیں کہ ان سے آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی عظمت و رافت، نبوت و رسالت، عبدیت و استکانت، عبادت و ریاضت، بشارت و نذارت، اخلاق طیّبہ طاہرہ، علم و حکم پر احاطہ، اسرار و الوثار کے

سرچشمہ، اولیت و معنویت، عاقبت و حاشریت" ابتدائی
نبوت تا دم قیامت، معجزات باہرات، لغوت جمال و جلال،
خشیت و رہبت، مناقب و شمائل، نرم گفتاری و شیریں
بیانی، حیوانات سے ہمکلامی اور ان کی دادرسی، خوارق
عادات، قبولیت دعا، قرب حقیقی درگاہ حضرت اللہ
جہاد و غزوات، مکی و مدنی حیات طیبہ، قوم و نسب،
خاندان و دودمان عالی نشان، تبلیغ دین متین، اداءِ
امانت رب العالمین، اطاعت و انقیاد لامر اللہ، تمام
کائنات کے لئے حضرت رسالتمآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ
وسلم کا اصل لاصول اور علۃ العلل ہونا، ذرات عالم میں
آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم کا موجزن ہونا، حیات و
ممات اور وفات و لیقین طلب رفاقت ملاءِ اعلیٰ، شفاعت
کبریٰ۔ طلب رضاءِ ربانی حسن خاتمہ کی کشش اور تڑپ،
ابتغاءِ جنت، استعاذہ من مکر اللہ و عذابہٖ کی فکر دل میں پیدا
ہوتی ہے غرض رسول کائنات حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم کی حیات مقدسہ کا وہ کون سا باب اور گوشہ

ہے جس کی آن قطب الاقطاب رضؓ نے اس مختصر وظیفہ میں پوری فصاحت و بلاغت سے اور عجیب و غریب تلمیحات سے وضاحت نہ کی ہو ۔ اور عجیب تر یہ امر ہے کہ حضرت قطب الاقطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس انمول اور بیش بہا وظیفۂ درود میں فصحائے عدنان اور قحطان کی بھی مات کر دی ہے کہ اس میں علم المعانی کے آٹھوں بابوں :

۱۔ احوال اسناد خبری ، ۲۔ احوال مسند الیہ ،
۳۔ احوال مسند ، ۴۔ احوال متعلقات الفعل ،
۵۔ بحث قصر ، ۶۔ بحث فصل و وصل ،
۷۔ انشائ ، ۸۔ ایجاز و اطناب و

مساوات ۔ علم البیان کے مضامین دلالت مطابقی ، و دلالت تضمنی ، و دلالت التزامی ، حقیقۃ و مجاز ، کنایہ ، تشبیہ تمثیل ، استعارہ ، علم البدیع کے محسنات لفظیہ و معنویہ مصطلحات صوفیہ ، علماء منطق و فلسفہ کے الفاظ ، مستعملہ کلی جزئی ، عالم سماوی و علوی اور طبقات الارض جس سے اس بات پر اشارہ اور تنبیہ کرنا مقصود ہے کہ تمام

ذرّات عالم پر آفتابِ نبوّت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی ضوفِشانی ہو رہی ہے ___ اور بمقتضاءِ اوّل ما خلق اللہ نوری ہر چیز اور ہر ذرّہ پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا پرَ توَ معنیً وصورتاً محیط ہے۔ اس جامعیت و کاملیت کے باوجود مجال کیا ؟ کہ کسی جگہ آپ اس مختصر اعجاز نما وظیفہ میں کہیں عبارت میں پیچیدگی اور دِقت و دشواری پائیں گے ، حاشا وکلا۔ حضرت مصنّف قدس سرہٗ نے کبریتِ احمر میں اسی پر بس نہیں کیا بلکہ قارئین وظیفۂ ہذا کو اس بات کا تاثر دیا کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ہی سارے عالموں کے روحِ لطیف، عمود جوہر ہیں۔ پیغمبرِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ماسوا کو جسدِ بے جان ٹھہرایا۔ اسی طرح آنجناب ہمایوں خطاب نے علمِ نحو کے قواعد سے کہ گاہے الف لام سے استغراقی ، گاہے عہدِ خارجی ، کسی جگہ جنسی اور عہدِ ذہنی مراد لیا ، اور کبھی قرآن مجید کے اسلوب کے مطابق جمع بول کر تثنیہ مراد لیا۔ اس سے آپؒ نے حضرت رسولِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم

Scanned with OKEN Scanner

کے کمالات و خصوصیات، ملکوتی صفات و بشری امتیازات شمار کر کے قارئین کِبریتِ اَحمر کو تنبیہ کی کہ پہلے اپنے دل و دماغ میں عظمت رسولِ خدا شفیع روزِ جزا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا تصوّر کرو اور پھر اپنے ظاہر و باطن، دل و دماغ اور زبان کو ظاہری آلودگی سے صاف و پاک کرو، اور پھر ان کو حسد، بغض، کینہ، عداوت، مشاجرت و منافرت سے دُور کرو۔ تب پورے ادب و احترام سے روبہٗ قبلہ بیٹھ کر آفتاب نبوّت، رسالت مآب رسول کائنات حضرت محمّد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے یہ صفاتِ عالیہ ملحوظ رکھ کر درود خوانی کرو تو یقیناً اس طریقہ کے پڑھنے سے تم کو حضورِ پُر نور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا ظاہری قرب و نزدیکی اور معنوی تعلق بھی پیدا ہو جائے گا۔ اور صرف بے سمجھے نوا سنجی اور بے باکانہ و ریاکارانہ حلقہ سازی کافی نہیں کہ خاقانی جیسا شاعر عبقری اس بات کی تمنّا کرتے ہوئے کہتا ہے: ؎

با آں کہ مرا ایں امیری ❊ سگبانِ تو باشم ار پذیری

اور ایک عشق و محبت کا شہسوار کہتا ہے :

آفاق ہا گردیدہ اَم ۔ بسیار خوباں دیدہ اَم
مہر بتان در زیدہ اَم ۔ اَمّا تو چیزیں دیگری

سُبحان اللہ ! جس حبیبِ کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی یہ عظمت ہو کہ :

حبیب خدا اشرف انبیاء ۔ کہ عرش مجید ش بود متکا
زباں در دہاں تا بود جای گیر ۔ ثنائے محمدؐ بود دلپذیر

ساتھ ہی اس بات پر بھی پورا غور کیجیئے کہ ، جب عظمت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اس شان کی ہے تو شانِ خداوندی کا کون تصوّر کر سکتا ہے ؟ تو اس خدائے لاشریک کا ہر وقت دھیان رکھنا ، اُس کے احکام کا پابند رہنا کتنا ضروری اور واجب ہے ۔

ختم شد تبصرہ بر کیفیتِ احمو باقی تفصیلات و اجازت ہماری شرح میں مطالعہ فرمایئے ۔

درودِ کبریتِ احمر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

میں اللہ تعالیٰ کے نامِ پاک سے شروع کرتا ہوں، جو بڑا مہربان اور رحم فرمانے والا ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَجْعَلْ[۱] اَفْضَلَ صَلَوَاتِكَ عَدَدًا[۲] وَ

اے اللہ! اپنا بہترین درود شمار اور گنتی میں اور

اَنْمٰی بَرَکَاتِكَ[۳] سَرْمَدًا وَّاَزْکٰی تَحِیَّاتِكَ

اپنی بہت زیادہ بڑھنے والی دائمی برکتیں اور اپنے بہت

فَضْلًا وَّمَدَدًا ۞ عَلٰی اَشْرَفِ

پاکیزہ صلوٰۃ و سلام کے تحفے شرف و امداد کی صورت میں (بہ سب)

حاشیہ:

۱: بمعنی اَنْزِلْ: نازل فرما۔

۲: اللہ تعالیٰ ہی کو ایسے عدد و شمار کا علم ہے اسلئے اسکی تحویل و تفویض اُسی کی طرف کی۔ ۳: اسی طرح ایسی برکتوں اور تحیّتوں کا علم خدا ہی کو ہے اسلئے اُسی سے درخواست کی۔

اَلْمُرْسَلِیْنَ وَافْضَلُ الْخَلَائِقِ

کے ہادی کمان اور سب سے پہلے ہیں۔ اور تمام مخلوقات سے

اَجْمَعِیْنَ حَامِلُ لِوَآءِ الْعِزِّ الْاَعْلٰی

اعلیٰ وافضل ہیں۔ قیامت کے دن شان وشوکت والے اونچے

وَمَالِکُ اَزِمَّۃِ الشَّرَفِ الْاَسْنٰی ۝

جھنڈے (لواءالحمد) کے اٹھانے والے ہیں، اور عزت وبزرگی کے

شَاھِدُ اَسْرَارِ الْاَزَلِ ۝ وَمُشَاھِدِ

بارونق مجد وشرف کے مہاروں کے مالک ومختار ہیں۔ ازلی بھید جن سے

اَنْوَارِ السَّابِقِ الْاَوَّلِ ۝

واقف اور باخبر ہیں، اور ربانی انوار وتجلیات سب سے پہلے ملاحظہ فرمانے والے ہیں

حاشیہ —

۱ : اشرف اور افضل میں بہت بڑا فرق ہے۔ کہ اشرف باعتبار قرب مبدأ ہوتا ہے۔ اور افضل باعتبار جامعیت واہلیت کے ہوتا ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دونوں معنیٰ کے لحاظ سے افضل واشرف ہیں۔

۲ : حدیث لواءالحمد کی طرف اشارہ ہے، تلمیح ہے۔

۳ : السابق الاول "مشاھد" کی صفت ہے یعنی آنحضرت صلی

وَ تُرْجُمَانِ لِسَانِ الْقِدَمِ ﴿۱۱﴾ وَ

اور قرآن کریم اور کلام قدیم کے ترجمان اور اسکے مفسر ہیں اور علم و

مَنْبَعِ الْعِلْمِ وَالْحِکَمِ ﴿۱۲﴾ وَمَظْہَرِ

حکمتوں کے سرچشمہ ہیں اور عام السانوں

سِرِّ الْجُوْدِ الْجُزْئِیِّ وَالْکُلِّیِّ وَ اَنْسَانِ

اور چھوٹے بڑے بھیدوں کے مقام ظہور اور جلوہ ہیں اور آسمانی و زمینی مخلوقات

حاشیہ —

۱ :- لِسان : مراد قرآن کریم کیونکہ وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا قدیمی کلام ہے ۔ اس کے حقیقی تفسیر دان حضور رسالتمآب حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں ۔

۲ :- علوم : تمام علم و حکمتوں کے سرچشمہ ہمارے حضور پُر نُور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں ۔

۳ :- خدائے لاشریک کے تمام اسرار آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ہی پر ختم ہوتے ہیں ۔ اس لئے عام و خاص اسرار کے لئے آپ کا مظہر اتم ہونا ظاہر ہے

۴ :- (الوٹ) یہاں پر کشمیر کے عوام و خواص (باقی اگلے صفحہ پر)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ ....) مسلمان "اِلنسان" پڑھتے ہیں جو فصاحت و بلاغت اور موقع و محل کے اعتبار سے غلط ہے۔ صحیح

" وَالنَّسانِ وجودِ العُلوی والسّفلی "

النّسان" آنکھ کی پتلی کو کہتے ہیں۔ یعنی جس طرح انسانی چہرہ کی زینت آنکھ سے ہے اور آنکھ کی زینت پُتلی ہے۔ پُتلی کے بغیر آنکھ کی قدر و قیمت کچھ بھی نہیں۔

پس حاصلِ معنیٰ یہ ہوئے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم آسمانی اور زمینی مخلوقات کے لئے پُتلی اور زینت و بینائی ہیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اور آپؐ کی رہبری و ہدایت کے بغیر بے نوری اور ظلمت و تاریکی ہے۔ یہ معنیٰ شان محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے کمال کے مطابق و موافق ہے، لہذا اس جگہ "اِلنسان" نہیں۔ بلکہ "النّسان" پڑھنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ خواجہ محمد اعظمؒ دیدہ مریؒ کی قبر کو منور کرے جنہوں نے اس نکتہ کو خوب سمجھا، اور النّسان کا ترجمہ مُردمک کیا ہے۔

عَیْنِ الْوُجُوْدِ الْعِلْوِیِّ وَالسِّفْلِیِّ رُوْحٌ[۱]

کے پتلی و زیب و زینت آپ ہر دو جہاں کے حقیقی اور غیر فانی رُوح ہیں

حاشیہ

۱۔ "رُوح" جس طرح رُوح بدنِ انسانی و حیوانی میں جاری و ساری ہوتی ہیں۔ اسی کے دَم و خم سے جسم میں حرکت و شعور پایا جاتا ہے۔ اسی طرح رُوحِ نبوّی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تمام کائنات کے لئے زیب و زینت ہے۔ اور حیوٰۃ جاودانی اور بقاءِ باللہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی کے تعلق و وابستگی پر موقوف و منحصر ہے۔

واضح رہے کہ رُوح کی تفسیر میں کچھ مفسرین نے فرمایا:

- وہ عرض "قائم بغیرہ" ہے۔ بعض کے نزدیک:
- رُوح، جسمِ لطیف کا نام ہے۔

بعض علماءِ کرام فرماتے ہیں:

- رُوح وہ شئے ہے جس پر نور[۱]، الطیب[۲]، علم[۳]، علو[۴] (بلندی) اور بقاء[۵] کے معنی جمع ہوں۔

آپ انشاء اللہ ہماری شرح شفاء البشر کی دوسری جلد میں اس کی شفا بخش بحث ملاحظہ فرمائیں گے۔

جَسَدِ الْكَوْنَيْنِ وَ عَيْنِ حَيَاتِ الدَّارَيْنِ ۝

اور دُنیا و آخرت کی زندگی کا کے سرچشمہ آبِ حیوان ہیں۔

اَلْمُتَخَلِّقِ بِاَعْلٰى رُتْبَةِ الْعُبُوْدِيَّةِ ۝

آپؐ ایسے اخلاقِ کریمانہ سے آراستہ ہیں، آپؐ عبدیت و بندگی کے

اَلْمُتَحَقِّقِ بِاَسْرَارِ الْمَقَامَاتِ الْاِصْطِفَائِيَّةِ ۝

اُونچے مرتبہ پر فائز ہونے کے سبب اخلاقِ عالیہ سے آراستہ آپؐ برگزیدہ مقامات

سَيِّدِ الْاَشْرَافِ ۝ وَجَامِعِ الْاَوْصَافِ

کے رازوں کی تہہ تک پہنچے ہوئے ہیں۔ آپؐ شریفوں کے شریف اور سردار ہیں اور

اَلْخَلِيْلِ الْاَعْظَمِ ۝ اَلْحَبِيْبِ الْاَكْرَمِ ۝

اعلیٰ درجہ کی صفتوں کو اپنے اندر جمع فرمانے والے ہیں۔ آپؐ اللہ کے برگزیدہ دوست بلکہ شریف

حاشیہ ــــ

؎۱۔ خلیل طالب اور حبیب مطلوب ہوتا ہے اور آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ان دونوں مکرم صفتوں سے موصوف ہیں، یہ ایسا مرتبہ ہے جو اولین و آخرین میں سے کسی کو نصیب نہیں ۔ چھوڑ مرزا قادیانی کے اس شعر کو : ؎

آنچہ داد است ہر نبی را جام ٭ داد آں جام را مرا بہ تمام

نعوذ باللہ من ھٰذہ الخرافات و اغواء الخبث والخبائث

اَلْمَخْصُوْصِ بِاَعْلَی الْمَرَاتِبِ وَالْمَقَامَاتِ (۱)

ترین محبوب کبریا ہیں۔ آپؐ اونچے مرتبوں اور اعلیٰ مقامات سے نوازے ہوئے

وَالْمُؤَیَّدِ بِاَوْضَحِ الْبَرَاہِیْنِ وَالدَّلَالَاتِ (۲)

مخصوص کیے گئے ہیں، اور آپؐ روشن دلیلوں اور کھلے نشانوں سے تائید یافتہ

اَلْمَنْصُوْرِ بِالرُّعْبِ وَالْمُعْجِزَاتِ (۳)

اور قوی کیے گئے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔ آپ رعب و دبدبہ اور

اَلْجَوْهَرِ الشَّرِیْفِ الْاَبَدِیِّ (۲۶)

معجزات شریفہ کے سبب فتحمند اور کامیاب ہیں۔ آپؐ اپنے جمال و جلال

کے اعتبار سے لطیف و غیر مادی بے مثال سردار اور ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

حاشیہ۔

۱ :- ترمذی شریف کی حدیث : اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفَانِیْ .... الخ اور حدیث مبارکہ "اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ وَلَا فَخْرَ" کی مکمل تشریح ہماری کتاب شفاء البشر میں ملاحظہ فرماویں۔ فانتظر ؛

۲ : اس جگہ جوہر سے خلاصہ اور امرِ لطیف مراد ہے۔ اس میں کیا شک ہے کہ حضرت سید المرسلین جناب محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کائنات کے خلاصہ اور موجودات کے اصل اصول ہیں۔ اور باقی آپؐ کے فرع ہیں۔ لہٰذا ہر مسلمان پر فرض ہے کہ صرف آپؐ ہی کی اتباع و پیروی کر کے آپ ہی سے قربِ حقیقی حاصل کرے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

وَالنُّوْرُ[۱] الْقَدِيْمِ السَّرْمَدِیْ سَيِّدِنَا

اور آپؐ وہ مقدس نورِ الٰہی ہیں جو ماضی اور زمانہ آئندہ کے لحاظ

وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِنِ الْمَحْمُوْدِ فِی

سے دائمی اور ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ آپؐ بالیقین ہمارے آقا اور

الْاِيْجَادِ وَالْوُجُوْدِ[۲] اَلْفَاتِحِ لِكُلِّ شَاهِدٍ[۳]

سردار ہیں۔ پیغمبروں اور ملائکہ کی طرف سے آنجناب صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وآلہ وسلم ہی پیدائش کے شروع اور حالتِ وجود میں بھی قابلِ تعریف و توصیف ہیں

حاشیہ۔

۱:۔ "النُّوْرُ" یہ اول ما خلق اللہ نوری کی طرف اشارہ ہے

۲:۔ وقتِ ایجاد اور بعد الایجاد ہر حال میں آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی قابلِ ستائش ہیں۔

۳:۔ یہ آیتِ مبارکہ " فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا " یعنی: اے نبی! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اس وقت کا اندازہ تو لگائیے جبکہ ہم ہر اُمت سے ایک ایک شہید گواہی دینے والا (پیغمبر) طلب کرینگے، اور پھر اُن سب گواہی دینے والے پیغمبروں کی تبلیغِ دین کی امانت پر آپؐ کو گواہ کے طور پر پیش کرینگے اس وقت کی حالت نہایت اندوہناک ہو گی۔ اسطرف اشارہ ہو سکتی ہے۔

[illegible]

وَمَشْهُوْدِ ﴿۲۹﴾ حَضْرَتِ الْمُشَاهَدَۃِ

آپ ہی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور میں پیغمبروںؑ اور انکے امتیوں

وَالشُّهُوْدِ ﴿۳۰﴾ نُوْرُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُدَاهُ ﴿۳۱﴾

کے حق میں اپنے معروضات (کلمات شفاعت) میں اپیل فرمانے والے

وَسِرُّ كُلِّ سِرٍّ وَّسَنَاهُ ﴿۳۲﴾

ہیں۔ آپؐ ہی ہر مشکل سے مشکل کام کے لئے خواہ وہ دنیاوی ہو یا اُخروی ہو

اَلَّذِيْ شُقِّقَتْ لَهُ الْاَسْرَارُ ﴿۳۳﴾

اور ہادی و رہنما ہیں، اور آپؐ ہی ہر راز اور اس کی چمک دمک اور

وَانْفَلَقَتْ مِنْهُ الْاَنْوَارُ ﴿۳۴﴾ اَلسِّرِّ

رونق وزیب وزینت ہیں۔ آپؐ ہی وہ ذات گرامی ہیں جن کے لئے

اَلْبَاطِنِ ﴿۳۵﴾ وَالنُّوْرُ الظَّاهِرِ ﴿۳۶﴾

علم سے موجودات کے راز ہائے پنہائی ظاہر کئے گئے۔ اور آپؐ ہی سے ان

کے انوار و برکات نمودار ہوتے ہیں۔ آپ ہی وہ راز ہیں جس

کی حقیقت تک پہنچنا انسانی علم دانش سے باہر ہے۔ اور آپؐ

ہی وہ نورِ مبین ہیں جس سے کسی ادنیٰ و اعلیٰ کو انکار کی گنجائش

نہیں رہتی۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

السَّیِّدُ الکَامِلُ ۞ (۳۷) الفَاتِحُ الخَاتِمُ (۳۸)

آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کامل ترین سردار البشری کمزوریوں سے

اَلاَوَّلُ الآخِرُ ۞ (۳۹) اَلبَاطِنُ الظَّاهِرُ (۴۰)

بلند و بالا ہیں۔ آپؐ اپنی حقیقت میں اپنی اونچی شان میں اوّل بھی ہیں اور آخر

اَلعَاقِبُ الحَاشِرُ ۞ (۴۱) النَّاهِی الآمِرُ (۴۲)

بھی آپؐ رتبہ کے لحاظ سے اوّل بھی اور آخر بھی۔ کمالات کے اعتبار سے پوشیدہ

بھی اور آشکارا بھی۔ آپؐ بعد میں آنے کے باوجود سب بنی نوع انسان

کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ " پر جمع فرمانے والے ہیں۔ آپؐ برے کاموں

سے منع فرمانے والے اور نیک کاموں کا حکم فرمانے والے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم۔

حاشیہ

۱ ؎ علامہ اقبالؒ نے کیا خوب اس کا مطلب مندرجہ ذیل شعروں میں فرمایا

وہ دانائے سُبل، مولائے کُل، ختم الرسل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیٔ سینا

نگاہِ عشق و مستی میں وہی اوّل وہی آخر
وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یٰسیں، وہی طٰہٰ

۲ ؎ دنیا میں سب پیغمبروں کے بعد آنے کے باوجود قیامت کے دن

پیغمبروں علیہم السلام اور ان کے اُمتیوں کو "لواء الحمد" (باقی اگلے صفحہ پر)

Scanned with OKEN Scanner

النّاصح النّاصر ۴۳ الصابر الشّاکر ۴۴

آپؐ بہترین خیر خواہ مددگار ہیں، مخالفوں کی سختیوں پر صبر فرمانے والے

القانت الذّاکر ۴۵ الماحی الماجد ۴۶

خدائی نعمتوں کا شکر و سپاس بجالانے والے ہیں۔ آپؐ دعاؤں میں مشغول رہنے والے

العزیز الحامد ۴۷ المؤمن العابد ۴۸

بہت زیادہ یادِ خدا کرنے والے ہیں۔ آپؐ کفر و شرک مٹانے والے بہت بڑے عظمت والے ہیں

دشمنوں پر ہمیشہ کے لئے غالب (اور) اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بجا لانے والے خدا تعالیٰ پر اعتماد فرمانے والے بہت بڑے عبادت گذار، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

(بقیہ صفحہ گذشتہ کا حاشیہ) ..... کے نیچے جمع فرمانے والے ہیں۔

۳۲ (صفحہ گذشتہ کا حاشیہ) النّاھی ... پیغمبر کریم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا کام یہی تھا کہ آپؐ بری باتوں سے منع کرنے اور اچھی باتوں کے حکم دینے کے لئے اللہ تبارک و تعالیٰ جل شانہٗ کی طرف سے مبعوث کئے گئے ہیں۔

افسوس ہے کہ اب تو پیشوایانِ دین نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو بالکل فراموش کیا، اور دنیا کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ دشمنوں کی سختیاں جھیلنا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا شیوہ تھا اور اللہ تبارک تعالیٰ کی نعمتوں کی شکر گذاری کرنا آپؐ کی فطرت مبارکہ میں داخل تھا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

اَلْمُتَوَکِّلُ ﴿۴۸﴾ الزَّاھِدُ ﴿۴۹﴾ اَلْقَائِمُ السَّاجِدُ ﴿۵۰﴾

خداوند تعالیٰ پر بھروسہ کرنے والے۔ دنیا سے بے رغبتی برتنے والے۔ نماز میں بہت لمبے لمبے قیام فرمانے والے، نہایت خشوع و فروتنی سے سجدہ فرمانے والے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

اَلتَّابِعُ الشَّهِيْدُ ﴿۵۱﴾ اَلْوَلِیُّ الْحَمِيْدُ ﴿۵۲﴾

احکام خداوندی کے فرمان بردار، قیامت کے دن گواہی دینے والے۔ دوستِ خدا، قابل تعریف و ستائش صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

اَلْبُرْهَانُ الْحُجَّةُ ﴿۵۳﴾

وجودِ باری پر دلیل ناطق، حق و صداقت پر عمدہ دلیل۔

حاشیہ

ا : بُرھان "آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وجودِ باجود واقعی دلیلِ ناطق اور حق و صداقت کی علامت و نشانی ہے۔ جس انصاف پسند کو آپ کے روئے زیبا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر نظر پڑتی تھی تو وہ بلا تامل پکار اٹھتا تھا: "ھٰذا نبی صادق مُصدَّق" یہ فی الواقع نبی معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سچے ہیں، اور آپ کے سچے ہونے کی ہزاروں دلیلیں ہیں۔ بے شک آپ ہی کی شان ہے۔ ؎

آفاقہا گردیدہ ام ✤ بسیار خوباں دیدہ ام
مہرتباں ورزیدہ ام ✤ اما تو چیزے دیگری

اَلْمُطَاعُ ۵۴ اَلْمُخْتَارُ ۵۵ اَلْخَاضِعُ ۵۶ اَلْخَاشِعُ ۵۷

آپؐ مطاع و مقتدیٰ، یعنی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی اس بات کا حق رکھتے ہیں کہ آپؐ ہی کی اطاعت کی جائے، اور آپ ہی کو مقتدیٰ تسلیم کیا جائے۔ اور آپؐ ہی اوّلین و آخرین سے چُنے اور منتخب کیے ہیں۔ آپ بہت زیادہ نرمی فرمانے والے، اور نیک کاموں کو سرانجام دینے والے ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

اَلْبَرُّ اَلْمُسْتَنْصِرُ ۵۸ اَلْحَقُّ ۵۹ اَلْمُبِیْنُ ۶۰

مشکلات میں صرف اپنے خدائے کریم جل شانہٗ سے مدد چاہنے والے آپؐ واقعات کے مطابق اللہ تعالیٰ کے پیغمبر اور حق و صداقت کو ظاہر فرمانے والے ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

حاشیہ۔

۱: سبحان اللہ! رسالتمآب حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم شبانہ اتنی عبادت اور نوافل پڑھتے رہتے تھے کہ پائے مبارک کے تلوؤں کو شگاف پڑتے تھے۔ اور پائے مبارکوں کے بالائی حصوں پر ورم دکھائی دیتا تھا۔

تو کیا! انقلاب کی رو کھی اور بے جان نعروں سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کبھی ہم سے خوش ہوں گے! جب تک ہمارے دلوں میں جوش جہاد اور جوش عبادت نہ پایا جائے۔

طٰهٰ یٰسٓ ﴿۷۰﴾ اَلْمُزَّمِّلُ الْمُدَّثِّرُ ﴿۷۱﴾

آپ انسانِ کامل اور تمام بنی نوع انسان کے بلند عالی صفات ہیں۔ لحاف طلب فرمانے والے

سَیِّدُ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۷۳﴾ وَاِمَامُ الْمُتَّقِیْنَ ﴿۷۴﴾

کمبل پوش، سب پیغمبروں کے سردار اور تقویٰ شعاروں کے پیشوا

وَخَاتِمُ النَّبِیِّیْنَ ﴿۷۵﴾ وَحَبِیْبُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۷۶﴾

اور سب نبیوں اور رسولوں کو ختم کرنیوالے اور پروردگار عالمین کے پیارے اور

اَلنَّبِیُّ الْمُصْطَفٰی ﴿۷۷﴾ وَالرَّسُوْلُ الْمُجْتَبٰی

بہت محبوب۔ آپ برگزیدہ نبی ہیں۔ اور منتخب رسول رحمت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہیں

حاشیہ

ع ۱: نبیؐ نبی تو بہت گزرے ہیں۔ اس لئے حضرت مصنف رضی اللہ عنہ اس کی صفتِ برگزیدہ کے لفظ سے لے آئے، تاکہ سننے اور پڑھنے والوں کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت پر پورا غور و فکر کرنے کا موقع ملے۔ اور اس کے بعد رسول بھی اسی طریقہ سے لے آئے تاکہ اس بات کی ٹھیک ٹھیک وضاحت ہو جائے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم پر جس طرح نبوّت کا دروازہ بند کر دیا گیا ہے۔ اسی طرح آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر رسالت و پیغمبری کا سلسلہ بھی ختم ہو گیا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام قیامت سے پہلے ضرور آسمان سے اتریں گے مگر اس وقت وہ نہ نبی ہوں گے نہ رسول۔ کیونکہ وہ اپنی ذمہ داری پہلے ہی پورا کر چکے ہیں۔

اَلْحَکَمِ الْعَدْلِ ۝ اَلْحَلِیْمِ الْعَلِیْمِ ۝

آپ ٹھیک فیصلہ دینے والے، عدل گستر، حکمت والے اور دانائے راز ہیں۔

اَلْعَزِیْزِ الْحَلِیْمِ ۝ اَلرَّؤُفِ الرَّحِیْمِ ۝

آپ سب پر چھائے ہوئے ہیں۔ مہربان اور بہت بخشنے والے ہیں۔ اے اللہ!

نُوْرِکَ الْقَدِیْمِ ۝ وَصِرَاطِکَ الْمُسْتَقِیْمِ ۝

ہمارے پیغمبر صاحب آپکے قدیمی نور اور آپ کے سیدھے راستہ کے ترجمان اور وضاحت کرنے

مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ وَصَفِیِّکَ

والے آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا اسمِ مبارک محمدؐ تعریف کیا ہوا

تیرا بندۂ خاص الخاص اور تیرا فرمودۂ برحق اور تمہارے برگزیدوں میں سے برگزیدہ

وَخَلِیْلِکَ وَحَبِیْبِکَ وَوَلِیِّکَ

اور تمہارا محبّ خاص اور تمہارا سب سے بڑا محبوب اور تمہارا باکمال دوست

حاشیہ

۱: آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو نورِ قدیم فرمایا: کہ آپؐ نورِ الٰہی سے پیدا کئے گئے ہیں۔ خداتعالیٰ کی ذاتِ مقدسہ قدیم بالذات اور قدیم بالزماں اور نورِ مقدس حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم قدیم بالاضافی ہے۔

وَنَبِیِّکَ وَاَمِیْنِکَ وَدَلِیْلِکَ

اور وہ تمہارا نبی مکرّم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! تیری وحی کا امانت دار، اور تمہاری طرف سچا راستہ دیکھانے اور بتلانے والا۔

وَنَجِیِّکَ ○ وَنُخْبَتِکَ ○ وَذَخِیْرَتِکَ

اور تمہارا راز دار و راز دان، اور تیرا چُنا ہوا، اور تمہارا

وَخِیْرَتِکَ اِمَامِ الْخَیْرِ ○ وَقَائِدِ

بیش بہا ذخیرہ، اور تمہاری طرف سے اختیار دیا ہوا ایسا پیغمبر جو نیک کاموں

الْخَیْرِ ○ وَرَسُوْلِ الرَّحْمَۃِ ○ اَلنَّبِیِّ

کا پیشوا، اور نیکیوں کی طرف لے جانے والے اور رحمت عامہ کا پیغمبر، ایسے نبی معظم ومکرّم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔ جو کسی

الْاُمِّیِّ[1] الْعَرَبِیِّ الْقُرَشِیِّ الْہَاشِمِیِّ

سے پڑھے لکھے نہیں ہیں جو خالص عربی ہیں۔ قریشی خاندان کے بے نظیر

حاشیہ۔

[1] اُمّی: ام کی طرف منسوب ہے۔ جس کے معنیٰ اصل کے آتے ہیں چونکہ آپ کی تعلیمات اصلی اور خداوند تعالیٰ کی طرف سے براہِ راست عطا ہوئی ہیں۔ اس لیے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اُمّی یعنی اصلی کہتے ہیں، یا اُمّ القریٰ کی طرف منسوب ہے۔ اُمّ القریٰ اصلی آبادی مکہ شریف کو کہتے ہیں۔ اسی لحاظ سے آپ کو اُمّی کہا گیا۔

الْاَبْطَحِیُّ الْمَکِّیُّ الْمَدَنِیُّ التِّہَامِیُّ ○

وبے مثال چشم وچراغ، اُن میں سے بھی شاخ عالی ہاشمی خاندان کے دُرِّ یکتا ہیں۔ مکّہ معظمہ کے اصلی رہنے والے ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ میں قرار فرمانے والے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

اَلشَّاہِدُ الْمَشْہُوْدُ ○

قیامت کے دن پیغمبروں کی طرف سے گواہی دینے والے، اور آپؐ کی سچائی کی ہر طرف سے گواہی دینے والے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اَلْوَلِیُّ الْمُقَرَّبُ ○ اَلْعَبْدُ الْمَسْعُوْدُ ○

اَلْحَبِیْبُ الشَّفِیْعُ[1] اَلْحَسِیْبُ الرَّفِیْعُ ○

باکمال دوستِ خدا بارگاہ الٰہی میں سب سے زیادہ مقرب اور سب سے زیادہ نزدیک سعادتمند اور بے مثال بندہ، حبیبِ خدا، شفاعت دسنگاہ اونچی ذات کے مالک بہت بڑے مرتبہ والے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

حاشیہ

[1]: صحیح بخاری شریف کی حدیث شفاعت کی طرف تلمیح اور اشارہ ہے حدیث شریف کے آخری الفاظ یہ ہیں: "یَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَاْسَكَ سَلْ تُعْطَ اِشْفَعْ تُشَفَّعْ۔" اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! سجدہ سے سرِمبارک اٹھایئے، مانگئے جو مانگنا ہو۔ آپؐ کو ضرور عطا کیا جائے گا۔ اور شفاعت فرمایئے تو آپکی شفاعت ضرور قبول فرمائی جائیگی۔ لہذا، اے مسلمانو! آپؐ کی اطاعت و فرمانبرداری اپنے لئے بڑی سعادت تصور کرو۔

محمدؐ کی غلامی ہے سندآزاد ہونیکی ❊ خدا کے دامن توحید میں آباد ہونیکی

اَلْمَلِیْحِ الْبَدِیْعِ الْوَاعِظِ الْبَشِیْرِ النَّذِیْرِ ۝

حسن وادب کے شاہنشاہ، پیغمبروں کی مسخ شدہ تعلیم کو تجدید فرمانے والے، وعظ ونصیحت سے سرفراز فرمانے والے۔ مومنوں کو جنّت کی خوش خبری سنانے والے۔ بدکاروں کو عذابِ الیم سے بچانے والے۔ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم۔

اَلْعَطُوْفِ الْحَلِیْمِ ۝ الْجَوَادِ الْکَرِیْمِ

اپنے سیاہ کار اُمتیوں کے لئے بھلائی چاہنے والے۔ دشمنوں کی تکلیفوں کو سہنے اور برداشت کرنے والے، بہت زیادہ جود و سخاوت کرنے والے بزرگ ترین پیغمبر صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم۔

حاشیہ۔

۱۔ اللّٰہ تبارک وتعالیٰ نے جناب محمّد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے قلبِ مبارک میں اپنے اُمتیوں کی بہت محبت ڈالی تھی، اس لئے آپؐ کی مقدس تعلیمات پر غور کیجیئے تو ان میں شفیق اور مہربان باپ کی تعلیم کی طرح چھوٹی بڑی باتیں پائی جاتی ہیں۔ ایک طرف تو استنجاء وطہارت کی تعلیم اور دوسری طرف آدابِ شاہنشاہی عدل گستری، حقیقی مساوات وبرابری اور حقیقی جمہوری طور طریقہ اور ما بعد الطبعیات وملکوتی اسرار ومعارف کی تدریس کی حقیقت ملے گی۔ ⁂

اَلطَّیِّبُ ○ اَلْمُبَارَکُ اَلْمَکِیْنُ ○

مقدس معطر منور پیغمبر صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم، خیر دارین کی انمٹ برکت سے نوازے ہوئے، طاقت والے اونچے مرتبہ سے سرفراز کئے گئے ہیں۔

اَلصَّادِقُ اَلْمَصْدُوْقُ اَلْاَمِیْنُ ○

ہمیشہ سچ بولنے والے، آپؐ کی سچائی کا ساری دُنیا میں طنطنہ ہے اور بہت بڑے امانت دار ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

اَلدَّاعِیْ اِلَیْکَ بِاِذْنِکَ اَلسِّرَاجُ

(آپؐ مخلوقات کو) اپنی طرف سے آپ کی طرف بلانے والے، کائنات کے لئے روشن

اَلْمُنِیْرُ ○ اَلَّذِیْ اَدْرَکَ الْحَقَائِقَ بِجُمْلَتِھَا ○

چراغ ہیں۔ ایسا پیغمبر کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم جس نے تمام چیزوں کی اصلیت اور حقیقتوں کو معلوم کیا، اور ان کی تہہ تک پہنچ گیا۔

حاشیہ۔

۱۔ اَلصَّادِقُ: سچ اُن خبروں کو کہتے ہیں جو واقعات کے مطابق ہوں۔ حضرت نبی برحق جناب مصطفٰے احمد مجتبےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایسے مخبرِ صادق ہیں کہ عالمِ غیب اور عالمِ شہادت کے بارے میں جو خبریں اور ارشادات فرمائے وہ سچے اور واقعات کے مطابق ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے کبھی بھی کوئی خلافِ واقعہ کی خبر سرزد نہیں ہوئی۔

وَفَاقَ الْخَلَائِقَ بِرُمَّتِهَا وَجَعَلْتَهُ

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایسے پیغمبر ہیں جو علم وعرفان اور ظاہری وباطنی کمالات کے لحاظ سے اولین وآخرین میں بڑھ گئے اور گوئے سبقت لیگئے

حَبِيبًا وَنَاجَيْتَهُ قَرِيبًا وَأَدْنَيْتَهُ

اور تونے انکو اپنا محبوب بنایا، اور نزدیکی حالت میں تونے انکو اپنا ہمراز بنایا

رَقِيبًا وَخَتَمْتَ بِهِ الرِّسَالَةَ وَالدَّلَالَةَ

اور حفاظت فرماکر تونے انکو اپنے ساتھ شب معراج میں نزدیک بنایا اور رسالت ورہنمائی آپ ہی پر ختم ومہر بند کیا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

وَالْبِشَارَةَ وَالنِّذَارَةَ وَالنُّبُوَّةَ وَنَصَرْتَهُ

اور اسی طرح تونے آپؐ پر خوشخبری وتخویف وتنبیہہ (ڈرانا دھمکانا) اور نبوت کا سلسلہ بھی ختم کرڈالا۔ اور اے اللہ! تونے اُن کی مدد کی

حاشیہ۔

۱ : مہر لگانا، تصدیق کرنا۔ یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے پیغمبر صاحب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر نبوت، رہنمائی، خوشخبری، سزا وتنبیہہ اور پیغمبری کا سلسلہ ختم اور مُہر بند کیا۔ جو کہ رسول و نبی آتے تھے آپؐ نے اُن کی مُہر تصدیق فرمائی۔ اور یاد رکھنا چاہیئے کہ مُہر آخر پر کی جاتی ہے جبکہ عبارت ختم ہوتی ہے پس یہ آپؐ کی ختم نبوت کی طرف اشارہ ہے۔

بِالرُّعْبِ وَظَلَّلَتْهُ بِالسُّحُبِ

اُن کے دشمنوں کے دلوں میں ان کا رعب اور خوف ڈال کر ان کو بادلوں سے سایہ فرمایا۔

وَرَدَدْتَ لَهُ الشَّمْسَ وَشَقَقْتَ

اور تو نے اُن کے لئے واپس کیا آفتاب تاباں کو اور تو نے انکے اشارہ سے

لَهُ الْقَمَرَ ۝ وَاَنْطَقْتَ لَهُ الضَّبَّ

چاند کے دو ٹکڑے کئے (وقتی طور پر) اور تو (اللہ) نے آپؐ کے

وَالظَّبْيَ وَالذِّئْبَ وَالْجِذْعَ وَالذِّرَاعَ

سامنے گوہ (سوسمار) ہرن، بھیڑیا، اُستن حنّانہ، بکرے کے پکائے

وَالْجَمَلَ وَالْجَبَلَ وَالْمَدَرَ وَالشَّجَرَ

ہوئے بازو، اونٹ، پہاڑ، مٹی کے ڈھیلوں اور درختوں کو گویا بنایا

وَاَنْبَعْتَ مِنْ اَصَابِعِهِ الْمَآءَ

اور تو (اللہ) نے آنجنابؐ کی انگشت ہا مبارک سے میٹھا اور شیریں پانی

الزُّلَالَ وَاَنْزَلْتَ مِنَ الْمُزْنِ

اُگلوایا، اور ظاہر کیا اور تو نے نازل کی بادلوں سے آنحضور صلی اللہ

بِدَعْوَتِہٖ فِی عَامِ الْمَحْلِ وَالْجَدْبِ

تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی مبارک دُعا سے قحط سالی اور

وَابِلَ الْغَیْثِ وَالْمَطَرِ ۝ فَاَعْشَو

خشک سالی میں موسلا دار بارش اور بارانِ رحمت برسا جس سے

شَبَّ مِنْہُ الْقَفْرُ وَالصَّخْرُ

بنجر زمین ، پتھریلی زمین ، کوہستان ،

وَالْوَعْرُ وَالسَّھْلُ وَالرَّمْلُ

نرم زمین ، ریگستان اور پتھر اچھی طرح سرسبز

وَالْحَجَرُ ۝ وَاَسْرَیْتَ بِہٖ لَیْلًا

وشاداب ہوئے ۔ اے اللہ ! آپ کے پیغمبر کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ

وآلہٖ وسلم کی شان کتنی بلند ہے کہ آپ نے اُن کو راتوں رات عزت والی مسجد

حاشیہ :-

ع۱ :- یہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے مخصوص اور مشہور معجزات سے ثابت ہیں ۔ ان کی تشریح ہماری شرح "شفاء الشبر" میں ملاحظ فرمائیں ۔

الاَقصٰی ○ اِلَی السَّمٰوٰتِ العُلٰی

(خانۂ کعبہ) سے مسجد اقصیٰ (واقع ملک شام) میں لے چلے، وہاں سے اونچے آسمانوں

اِلٰی سِدْرَۃِ الْمُنْتَھٰی ○ اِلٰی قَابَ

کی طرف وہاں سے سدرۃ المنتہیٰ کی طرف، اور وہاں سے قاب

قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی ○ وَاَرَیْتَہٗ

قوسین کا شرف، قرب، بلکہ اس سے بھی زیادہ نزدیک۔

الاٰیَۃَ الْکُبْرٰی ○ وَاَنِلْتَہُ الْغَایَۃَ

عطا فرمایا اُن کو اُونچا مرتبہ، اپنے دیدارِ خاص سے سرفراز فرمایا۔

الْقُصْوٰی ○ [۱]

" فسبحانک ما اعظم شانک۔ "

حاشیہ، اور مختصر تشریح :۔

[۱] :۔ یہ کلماتِ طیّبات صاحبِ معراج، سرورِ عالمین حضرت محمّد مصطفٰے احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے واقعۂ " اِسرا " و " معراج " کی طرف مشیر ہیں۔ منکرینِ معراج آپ رضؓ (یعنی مصنّف حضرت پیرِ کامل شیخ سید عبد القادر جیلانیؒ) (دیکھئے اگلا صفحہ)

(حاشیہ مسلسل)

فرماتے ہیں: کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ہجرت سے پہلے مکہ شریف میں راتوں رات مسجدِ حرام (مکہ شریف) سے مسجدِ اقصیٰ (شامِ شریف) کی طرف براق پر سوار کرکے سیر و سیاحت سے نوازا۔ مسجدِ اقصیٰ سے آسمانِ اوّل پر پہنچایا۔ وہاں سے بمبروار آسمانِ دوم، و سوم و چہارم، و پنجم و ششم اور آسمانِ ہفتم کے عجائبات قدرت دکھائے۔ وہاں سے عالمِ سفلی و علوی کے درمیان جنبکش سدرۃ المنتہیٰ پر لے گئے۔ سدرۃ المنتہیٰ سے مقام قاب قوسین پر اپنے دیدار سے شرف بخشا۔ پھر طرفہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ شرف بروح و بجسدِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بحالتِ بیداری عطا ہوا۔ جیسا کہ آیت مبارکہ:

"وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ۔"

اور احادیثِ متواترہ و اتفاق اُمّتِ مرحومہ سے (آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی معراج) ثابت ہے۔ اب اس کا منکر کافر ہے۔

اور جن اکابر اُمت کی طرف انکار کی نسبت کی جاتی ہے، وہ نسبت صحیح نہیں۔ رہا یہ امر کہ کیا اتنا بڑا واقعہ تھوڑے سے وقفہ میں ممکن ہے؟ تو ان سے عرض ہے، کہ یہ صاحبِ معراج حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے معجزاتِ شریفہ میں سے ایک بڑا معجزہ ہے، اور معجزہ خارق للعادق ہوتا ہے۔ پھر بھی اگر کوئی شقی انکار پر ڈٹے رہے گا تو اُسے تختہ بلقیس کا واقعہ (جو نصِ قرآن سے ثابت ہے) یاد دلائے۔

اور جو لوگ فلاسفۂ قدیم کی آڑ لیکر معراجِ نبوی ہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وجود ہی کے انکاری ہیں، جیسے قادیانی۔ تو اُن کو فرماتے مواقع پیدا کرنے والا خدائے برتر ہی ہے اور ان کے دُور کرنے پر بھی وہی اللہ تبارک وتعالیٰ قدرت رکھتا ہے:

"اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔"

پھر عصرِ حاضر کے اہلِ علم نے تو فلاسفۂ قدیم کی دلیلوں کو جڑ سے ہی اکھاڑ دیا ہے۔ تو پھر ان کے توہمات (خرق والتیام) دُھرانے سے کیا فائدہ۔ پس واقعۂ معراجِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بلا چوں وچرا حق ہے۔ اس لئے قرآن وسنت اور اجماعِ اُمت

کی روشنی میں اہل علم نے درج ذیل اشعار میں پورے عشق و محبت سے صاحبِ معراج حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے معراج کو اس طرح ذکر کیا:

فرماتے ہیں ؂

کلام سرمدی بے عقل شنید
خداوندِ جہاں را بے جہت دید
دراں دیدن کہ حیرت حاصلش بود
دِلش در چشم و چشمش در دلش بود

دوسرا صاحب اس طرح فرماتا ہے: ؂

در دیدہ کشید کحلِ مازاغ!
نَے زاغ نگاہ کرد ونَے باغ
تیر اند براق عرش پرواز
تا حجلۂ ناز پردۂ راز!

ایک اور صاحب اس طرح کہتے ہیں: ؂

پس پردہ زپیش دیدہ برخاست
بے پردہ دید آنچہ دل خواست

اور جو یہ بکواس کہتے ہیں: کہ یہ عجیب واقعہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بحالتِ نیند میں پیش آیا وہ حقیقتِ حال اور عظمتِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بے خبرِ محض ہیں۔ ایک نکتہ شناس ایسے بے خبروں کو ڈانٹ کر کہتا ہے: ؎

خواب را با دیدۂ عاشق چہ کار
چشم او چوں شمع باشد اشکبار
چشمہائے عاشقاں را خواب نیست
یک نفس آں چشمہائے آب نیست

ہاں! ہاں!! وَالنَّجمِ اِذَا هَوٰی۔" سے ستارۂ دل اقدس صاحب معراج رسالت مآب حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مراد و مقصود ہے۔ مقام قابَ قوسین میں توحید ربّانی اور اس عظمت وجبروت سے آشنا ہو کر ماسوی اللہ ربّ العزت سے بالکل یکسو اور بے نیاز ہوئے۔

☘

۵

اَسرارِ وجُود را کماہی !!!
دیدہ نظری خدائے بیسنت

(مولانا جامیؒ)

دید محمدؐ خدارا نہ بچشم دیگر
بلکہ باہیں چشم کہ دارد بسر

(نظامیؒ)

سَریت

سَرَیتَ مِن حَرَمٍ لیلاً الی حَرَمٍ
کما سَرَی البدرُ فی داجٍ من الظُلَمٖ

وبِتَّ ترقی منزِلَةً مِنْ بَعْدِ منزِلَة
مِنْ قَابَ قَوسَینِ لَمْ تُدرِکْ ولم تَرُمٖ

(علامہ بوصیریؒ)

● (نوٹ) :۔ اس سلسلے میں مزید تفصیل ہماری تصنیف رسالہ "المعراج" میں دیکھئے ۔ اور ہماری دوسری تصنیف "شرح شفاءُ البشر" کا بھی مطالعہ فرما سکتے ہیں

(بخاریؒ)

وَاَكْرَمْتَهٗ بِالْمُخَاطَبَةِ وَالْمُرَاقَبَةِ

اور اے خدا تو نے آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے ساتھ

وَالْمُشَافَهَةِ وَالْمُشَاهَدَةِ وَالْمُعَايَنَةِ

ہمکلامی اور نگہبانی، اور اپنے ساتھ روبرو رکھنے اور اپنے دیدار خاص اور چشموں کی کھلے بندوں کے مشاہدہ مشرف اور بہرہ ور بنایا

بِالْبَصَرِ وَخَصَّصْتَهٗ بِالْوَسِيْلَةِ

اور عذر و معذرت کے اعلیٰ وسیلہ ہے تو نے آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ

الْعُذْرٰى وَالشَّفَاعَةِ الْكُبْرٰى يَوْمَ

وسلم کو بڑی شفاعت سے مخصوص فرمایا اور بڑی بے قرار کے دن

حاشیہ

۱ : آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت، سنّت اور اجماعِ اُمت سے ثابت ہے۔ اور یاد رہے کہ پیغمبرِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت پانچ قسم پر ہے، یعنی:۔

(۱)۔ روزِ قیامت، عام بندگانِ خدا کو موقف میں آرام پہنچانے کیلئے اور یہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ خاص ہے۔

(۲)۔ ایک جماعت کو بلا حساب جنّت میں پہنچانے کے لئے۔

(باقی اگلے صفحہ پر)

اَلْفَزَعُ الْاَكْبَرِ فِى الْمَحْشَرِ وَجُمِعَتْ

میدانِ محشر میں لوٹنے اے اللہؐ آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

لَهٗ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَ جَوَاهِرَ الْحِكَمِ

کیلئے ایسے کلمات جمع فرمائے جو بظاہر مختصر اور معنی کے لحاظ سے ہمہ گیر اور

وَجَعَلْتَ اُمَّتَهٗ خَيْرَ الْاُمَمِ ○

آفاقی ہیں اور آپؐ کی اُمت کو اللہ تعالیٰ نے سب اُمتیوں سے بہتر بنایا

وَغَفَرْتَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ

اور آپؐ کی اُمتیوں کے اگلے اور پچھلے گناہوں کو مغفرت فرمایا

حاشیہ :-

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) (۳) ان لوگوں کے لئے جو دوزخ کے مستحق ہو چکے ہیں آپؐ کی شفاعت سے وہ جنّت میں داخل ہوں گے۔

(۴) دوزخ سے نکالنے کے لئے، یعنی جو دوزخ میں ہو گئے ہیں آپؐ اُن کو ایمان کی برکت سے دوزخ سے نکال لیں گے۔

(۵)۔ کچھ لوگوں کے درجے جنت میں اونچے کرالیں گے، اور کچھ لوگوں کو دوزخ میں تخفیفِ عذاب کی شفاعت فرمائیں گے ؎

(حاشیہ صفحہ ہذا)

۱- عربی میں عموماً مضاف، محذوف کیا جاتا ہے۔ جیسے: وَالعاقبۃ للمتقین" اصل میں حسن العاقبۃ" تھا۔ اسی طرح: وَسْئَلِ القریۃ

(باقی اگلے صفحہ پر)

وَ مَا تَاخَّرَ الَّذِیْ بَلَّغَ الرِّسَالَۃَ وَاَدَّی

جنہوں نے اللہ تعالیٰ کا پیغام کما حقہ پہنچایا اور اللہ تعالیٰ کی

الْاَمَانَۃَ[۱] وَنَصَحَ الْاُمَّۃَ[۲] وَکَشَفَ

امانت ادا فرمائی اور اُمت کی خیر خواہی و بہتری اور مخلوقات سے

الْغُمَّۃَ[۳] وَجَلَی[۴] الظُّلْمَۃَ وَجَاھَدَ فِیْ

غم و بے چینی دُور اور ظلمت کو روشنی سے بدل دیا اور اللہ کی راہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

اصل میں "اَھْلَ الْقَرْیَۃِ" تھا۔ اسی طرح یہاں "مِنْ ذَنْبِ اُمَّتِہٖ" تھا جس پر یہ دلیل ہے کہ انبیاء کرام خاصکر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم گناہوں سے محفوظ تھے۔ نبوّت سے پہلے اور بعد بھی — مزید تفصیل کے لئے تفسیر خازن وغیرہ ملاحظہ کیجیے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

ع[۱]: ہو سکتا ہے امانت سے قرآن کریم مراد ہو تو اس صورت میں قرآن کی اہمیت کے سبب ذکر خاص بعد العام ہو گا اور ہو سکتا ہے کہ یہ صرف عطف تفسیری ہو — ع[۲] = جس کے معنی جماعت، امتی، پیروی کرنے والا گروہ۔ زمانہ جیسے وَادَّکَرَ بَعْدَ اُمَّۃٍ "ایک زمانہ کے بعد اس کو یاد آیا۔ طریقہ، قد و قامت — ع[۳] = اس کی جمع غُمَمٌ آتی ہے — غم، بے چینی — ع[۴] = جلا (ن) جَلَاءً؛ ظاہر ہونا واضح ہونا۔ اَلْاَمْرَ، کسی امر کو واضح کرنا، آشکارا کرنا (المنجد)

سَبِیْلِ اللّٰہِ وَ عَبَدَ رَبَّہٗ حَتّٰی اَتَاہُ

راہ خدا میں جہاد فرمایا، اور اپنے پروردگار کی عبادت کی، یہانتک کہ

حاشیہ :-

۱ :- ہمارے رسول معظم حضرت محمد مصطفٰے احمد مجتبےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ستائیس ۲۷ غزوات میں بنفسِ نفیس شمولیت فرمائی ــ جن میں سے نوّ ۹ کے اندر قتال فرمایا، وہ یہ ہیں۔

۱- بدر، ۲- احد، ۳- مُریسیع، ۴- خندق، ۵- قُریظ، ۶- خیبر، ۷- فتح مکہ، ۸- حُنین، ۹- طائف ــ

ایک قول یہ بھی کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بنونضیر میں بھی قتال فرمایا۔

ایک اور قول کے مطابق حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے وادیٔ القُریٰ اور غابہ میں بھی قتال فرمایا۔

جن ستائیس ۲۷ غزوات کا ہم نے اوپر ذکر کیا ان کی تفصیل ترتیب وار اس طرح ہے :-

۱ = غزوہ ابواء ودان ، ۲ = غزوہ بواط ،

۳ = کرز بن جابر کی طلب میں نکلنا ،

۴ = غزوہ ذی العشیرہ ، ۵ = غزوہ بدر ،

۶ = غزوہ بنی قینقاع ، ۷ = غزوہ سویق ،

۸ = غزوہ قرقرۃ قرقرۃ الکدر ،

۹ = غزوہ غطفان ، ۱۰ = غزوہ بنی سلیم ،

۱۱ = غزوہ احد ، ۱۲ = غزوہ حمراء الاسد ،

۱۳ = غزوہ بنی النضیر ، ۱۴ = غزوہ بدر الموعد ،

۱۵ = غزوہ ذات الرقاع ، ۱۶ = غزوہ دومۃ الجندل ،

۱۷ = غزوہ مریسیع ، ۱۸ = غزوہ خندق ،

۱۹ = غزوہ بنو قریظہ ، ۲۰ = غزوہ بنی لحیان ،

۲۱ = غزوہ غابہ ، ۲۲ = غزوہ حدیبیہ ،

۲۳ = غزوہ خیبر ، ۲۴ = فتح مکہ ،

۲۵ = غزوہ حنین ، ۲۶ = غزوہ طائف ،

۲۷ = غزوہ تبوک

ان کے علاوہ قارئین تریاق اکبر (موسوم بہ کبریت احمر)

سے اتنا عرض کرنا چاہتے ہیں کہ کبریتِ احمر کے پڑھنے سے جہاں روحانی فیوض و برکات حاصل کرنا مقصود ہے۔ وہاں یہ بھی ہمارا اعلیٰ مقصد ہے کہ پڑھنے والا پیغمبر آخر الزمان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی جامع حیاتِ طیبہ پر غور کر کے اپنے دل و دماغ میں جوشِ جہاد فی سبیل اللہ پیدا کرے۔ اور مسجد و خانقاہ، بازار و منڈی اور خلوت و جلوت میں پیغمبر رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پوری اقتدائ و پیروی کرے۔

اَللّٰهُمَّ اجعل التوفیقَ رَفِیقَنَا وَالصِّرَاطَ المستقیم طَرِیقَنَا۔"

حاشیہ:-

۲۷ = عَبَدَ..." ماشاءَ اللہ اتنے جہادوں (غزوات) میں شرکت کے باوجود جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عبادت گذاری اور بندگی کے آداب بجا لانے میں اوّلین و آخرین پر گوئ سبقت لے گئے ہیں۔

اگر پیغمبر خدا حضرت محمد مصطفٰے احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وآلہ وسلم کی عبادت وریاضت پر غور کرنا مطلوب ہو تو کم ازکم صحیح بخاری شریف میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عبادت سے متعلق احادیث مبارکہ کا مطالعہ فرمائے۔

سچ فرمایا علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے۔ ؎

مُنَزَّہٌ عَنْ شَرِیْکٍ فِیْ مَحَاسِنِہٖ
فَجَوْھَرُ الْحُسْنِ فِیْہِ غَیْرُ مُنْقَسِمٖ

قَوْلُہُ الْوَسِیْلَۃَ

"اَلْوَسِیْلَۃَ":۔ تفسیر خازن نے وسیلہ کی تفسیر: "اَلْقُرْبَۃُ وَالدَّرَجَۃُ الْعُلْیَا۔" کی۔ یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ سے نزدیکی اور اونچا درجہ۔

اور حدیث مبارک میں آیا ہے کہ شافع روز جزا، حضرت رحمۃ للعالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جیسا کہ صحیح مسلم شریف میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے فرمایا: "تم اللہ تبارک وتعالیٰ سے میرے لئے وسیلہ مانگا کرو، وسیلہ جنت

ہیں ایک اعلیٰ منزل ہے ، اس کے لئے ایک ہی بندۂ خدا مستحق ہے ، یعنی ہیں (محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم) ۔ پس جو کوئی میرے لئے وسیلہ مانگا کرے اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگی ۔"

مُسلِم شریف کی حدیث مبارک کے اصلی الفاظ یہ ہیں :

" إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ ثُمَّ صَلُّوا عَلَيَّ ۔" فَمَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا ثُمَّ سَلُوا اللّٰهَ الْوَسِيلَةَ فَإِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا تَنْبَغِي إِلَّا لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ وَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا هُوَ فَمَنْ سَلَ لِيَ الْوَسِيلَةَ حَلَّتْ عَلَيْهِ الشَّفَاعَةُ "

(خلاصہ مسلم شریف)

الْيَقِينُ ۞ اَللّٰهُمَّ ابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُودًا[1]

آپ کو وعدہ الٰہی ، یعنی اے خدا! آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مقام محمود عطا فرمائے

حاشیہ

[1]: مَقَامًا مَّحْمُودًا ، مفسر معارف القرآن نے مقام محمود (اگلے صفحہ...)

سے شفاعت کبریٰ مراد لیا ہے۔

۲ــــ حضرت مجاہد رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا: اس سے مراد پیغمبر برحق حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا عرش پر بیٹھنا ہے۔"

۳ــــ حضرت عبداللہ بن سلام رحمہم اللہ فرماتے ہیں: کہ اس سے پیغمبر کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا کرسی پر جلوہ فرمانا ہے۔"

۴ــــ یہ "مقام محمود" سارے مقامات کا مرجع اور تمام اسماءِ الٰہیہ کا مظہر ہے اور وہ خاص شافعِ محشر حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے ہے۔ اور بابِ شفاعت اسی مقام میں کشادہ ہوگا۔ (فتوحات)

۵ــــ صاحبِ جلالین نے فرمایا: "وَهُوَ مَقَامُ الشَّفَاعَةِ فِي فصل القضاء"۔ یعنی، اس سے بندوں کے فیصلہ کے وقت حضور رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مقامِ شفاعت مراد ہے۔

۶ــــ تفسیرِ خازن نے بھی "مقامِ محمود" کی تفسیر مقامِ

شفاعت سے فرمائی ہے۔ کیونکہ یہ وہ مقام ہے جہاں اوّلین و آخرین حضرت سیّد المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حمد و ثنا فرمائیں گے۔

۷ــــ حضرت تھانوی قدس سرہٗ نے بھی اس کی تفسیر شفاعت کبریٰ سے فرمائی ہے۔ پھر فرماتے ہیں: کہ شفاعت کبریٰ وہ مقام ہے کہ جس میں تمام خلائق کے حساب و کتاب شروع ہونے کی شفاعت ہو گی۔

۸ــــ مولانا احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مقام محمود کا ترجمہ آیتِ مبارکہ: "وَمِنَ اللَّيْلِ ..... الخ" میں اس طرح کیا ہے، کہ: "قریب ہے، تمہارا ربّ تمہیں (یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ایسی جگہ کھڑا کرے گا جہاں سب تمہاری حمد کریں۔"

۹ــــ موضح القرآن میں مقام محمود کا ترجمہ: "بہت اچھی جگہ۔" سے کیا گیا ہے۔ پھر لکھتے ہیں: جو وہ قربِ الٰہی ہے کہ کہتے ہیں: "قیامت کو شافع محشر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مقام محمود میں اپنی گنہگار امّت کو اللہ تبارک و تعالیٰ سے بخشوائیں گے۔"

۱۰ــــ حضرت مجدّد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے آیتِ مبارکہ :

" وَ مِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا "۔

کی تشریح میں فرمایا : کہ اس سے نمازِ تہجّد اور شفاعت دو چیزیں ایک ساتھ ذکر کی گئیں ہیں۔ جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شفاعت کے زیادہ حقدار و مستحقین نمازِ تہجّد پڑھنے والے مسلمان ہوں گے۔" اَللّٰهُمَّ اجْعَلِ التَّوْفِيْقَ رَفِيْقَنَا وَالصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ طَرِيْقَنَا ۔

۱۱ــــ كُلِّيَّةُ الشَّرِيْعَة واقع مکّہ معظمہ کے فاضل استاذِ مفسّر نے صَفْوَةُ التَّفَاسِيْر میں مقام محمود کی تشریح اس طرح کرتے ہیں :

" لَعَلَّ رَبُّكَ يَا مُحَمَّدُ يُقِيْمُكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا يَحْمَدُكَ فِيْهِ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ وَهُوَ مَقَامُ الشَّفَاعَةِ الْكُبْرٰى "۔

یعنی :- اے نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہٖ وسلّم) اللہ ربّ العزّت جلّ شانہٗ آپ کو قیامت کے دن ضرور ایسی

اچھی جگہ کھڑا کرے گا جہاں اولین و آخرین آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی حمد و ثنا، تعریف و توصیف بیان کرینگے؛ یہ آپ کی بڑی شفاعت کی جگہ ہے۔"

ان چند حوالہ جات سے آپ سید المرسلین رحمۃ للعلمین شافعِ روزِ جزا حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت و بزرگی اچھی طرح سمجھ گئے ہوں گے۔ نیز یہ کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت با ایمانوں کو خواہ وہ کتنے ہی گنہگار کیوں نہ ہوں، ضرور نصیب ہوگی انشاء اللہ العزیز۔

ہاں، یہ ضرور ہے کہ حقیقی با ایمان وہ ہے کہ جو شرک کی تمام آلائشوں سے پاک و صاف اور دور ہو۔ صرف اور صرف حضرت ربّ العالمین کو اپنا خالق و مالک خیر و شر اور نفع و نقصان کا مختارِ کُل جانتا اور سب مخلوقات کو اسی کی طرف محتاج تصور کرتا ہو۔ اور اس کا کسی کی طرف محتاج نہ ہونے کا مکمل یقین رکھتا ہو۔ یہی توحید اور موجب نجات ہے ــــ اس سے معلوم ہوا کہ شافعِ محشر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ

وسلم کی شفاعت کا منکر اور شک کرنے والا شخص خارجیوں اور معتزلوں سے
بھی بد سے بدتر اور ناقابل عفو مجرم ہے ۔

بحمد للہ ہمارا ایمان ہے۔ ؎

وجودش رحمتہ للعالمین است
سجود او شفیع المذنبین است

يَغْبِطُهُ فِيهِ الْأَوَّلُونَ وَالْآخِرُونَ

جس میں (آپ کو دیکھکر) اگلے پچھلے (انبیاء کرام) سب کے سب رشک کرینگے۔

اَللّٰهُمَّ عَظِّمْهُ فِي الدُّنْيَا بِاِعْلَاءِ

اے اللہ! تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت و بزرگی دنیا میں ہمیشہ قائم رکھ

حاشیہ :-

۱ :- يَغْبِطُهُ : یعنی آرزو کریں گے، رشک کریںگے ۔ کہ ہمیں بھی (یعنی دوسرے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ایسا مرتبہ مل جاتا۔ حسد اور غبط کے درمیان یہ فرق ہے کہ حسد کرنے محسود سے زوال نعمت چاہتا ہے اور ضبط کرنیوالا مغبوط بہ زوال نعمت نہیں چاہتا ۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ حسد مذموم اور غبط غیر مذموم ہے ۔

(از حواشی دلائل الخیرات) ✤

ذِکرَہٗ وَاِظْہَارِ دِیْنِہٖ وَاِبْقَآءِ شَرِیْعَتِہٖ

آپؐ کا ذکرِ جمیل بلند و برتر بنانے اور آپؐ کا دین غالب بنانے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت مقدس

حاشیہ :۔

لے :۔ "اِظہار" سُبحان اللہ ! حضرت شیخ سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جناب رسالتمآب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دینِ حق (اسلام) اور شریعت مقدسہ سے کس قدر محبت ہے کہ بارگاہِ الٰہی میں دست بدعا ہیں : یا اللہ ! آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ذکرِ جمیل بلند و برتر بنا، آپؐ کے دین (اسلام) کو غلبہ دے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت مقدسہ ہمیشہ باقی رکھ، اور آپؐ کی شفاعت خاصہ بھی قبول فرما۔"

اس دُعا سے حضرت شیخ رضؓ تنبیہہ فرماتے ہیں : کہ امیدوارِ شفاعتِ حضرت شفیع المذنبین جناب محمد مصطفٰے احمد مجتبےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر فرض ہے۔ کہ وہ تحفظِ دین اور بقاءِ اسلام کے لئے ہمیشہ جہادِ اکبر و جہادِ اصغر کرتا رہے اور کوئی ایسی حرکت نہ کر پائے جس سے دینِ حق کمزور ہو جائے

اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا سینہ بے کینہ غمگین بن جائے ۔

اب آپ ذرا وقت کے مذہبی سوداگروں اور سیاست کے بازیگروں کے کارناموں پر نظر ڈالیئے کہ انہوں نے اعدائے دین کو خوش کرنے کے لئے کس طرح رفتہ رفتہ مسلمانوں کے دلوں سے دین کی محبت و عظمت ختم کردی ۔ حتیٰ کہ مدارس سے کس بے دردی کے ساتھ دینی اور اخلاقی تعلیم نکال باہر کی، پھر بھی ماشاءاللہ بزعم باطل خود لیڈر، مولوی، مسلمان اُمیدوارِ شفاعت آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں :

تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم

وَفِی الْاٰخِرَةِ بِشَفَاعَتِهٖ فِیْ اُمَّتِهٖ

اور آخرت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی شفاعت سے آپ کی اُمت کے

حاشیہ :۔

۱ : اس سے شفاعت خاصہ مراد ہے واسطے اُمت کے۔ پس عبارت میں تکرار نہیں ۔ اگر آپ شفاعت خاصہ و شفاعت عامہ چاہتے ہیں تو دین حق اور شریعت محمدیہ کی آبیاری فرمایئے ....

وَاَجْزِلْ اَجْرَہٗ وَمَثُوْبَتَہٗ وَاَبِّدْ

بارے میں آپ کو پورا پورا اجر و ثواب عطا فرما اور اگلے پچھلے لوگوں

فَضْلَہٗ لِلْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ بِالْمَقَامِ

کے لئے مقام محمود عطا فرما کر اور آپ کے فضل و کمال کو اور بھی زیادہ

الْمَحْمُوْدِ وَتَقْدِیْمِہٖ عَلٰی کَآفَّۃِ

قوی اور مضبوط بناؤ اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو مقدم کرنے

الْمُقَرَّبِیْنَ الشُّھُوْدِ ○ اَللّٰھُمَّ

سے اُن مقربین و نزدیک ترین حضرات انبیاءؑ پر جو وہاں حاضر ہونگے۔ اے اللہ!

تَقَبَّلْ شَفَاعَتَہُ الْکُبْرٰی وَارْفَعْ دَرَجَتَہٗ

تو آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت کبریٰ قبول فرما اور آپکے مرتبہ عالیہ

حاشیہ :۔

۱ :۔ دَرَجَتَہٗ : "آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا مرتبہ عالیہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے خود عطا فرمایا ہے۔ جیسا کہ :۔

"وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی ۔ سے ثابت اور واضح ہے۔ پھر حضرت مصنف (یعنی شیخ سید عبد القادر جیلانیؒ) نے

روشن دل و دماغ میں یہ بات جم گئی ہے کہ فی الواقع حضرت سیّدِ عالم جناب محمّد مصطفٰے احمد مجتبٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اونچے درجہ اور بلند مرتبہ سے موصوف ہیں۔ لیکن اس کا ثبوت اسی وقت ہوگا جبکہ آپؐ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی شریعت اور آپؐ کا دین وُنیا میں ہمیشہ باقی رہے گا۔ وہ علماءِ حق کی جد و جہد ہی سے قائم و دائم رہ سکتا ہے۔ لہٰذا آپ اس دُعا سے تحفظِ دین کی طرف قارئین کے اذہان کو متوجہ کرتے ہیں۔

۲ - (ثانیاً) :- آپ نے یہ دُعا ایک حدیث شریف کی تعمیل میں کی ہے، جس کا ذکر ترمذی شریف وغیرہ میں ہے۔ جس کے آخر میں یہ فقرہ ہے: کہ جو شخص یہ دُعا مؤذن کی اذان کے بعد پڑھا کرے: "وَجَبَتْ عَلَیْہِ شَفَاعَتِیْ" اس پر میری شفاعت واجب ہوگی۔ اس کی مزید وضاحت "شفاءُ البشر" میں ملاحظہ فرمائیے۔

(۳) - پروردگار کریم اگرچہ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرے گا مگر اس کی درگاہ کا کیا کہنا۔ لہٰذا بندہ پر فرض ہے کہ وہ یقینی باتوں میں بھی اللہ تبارک و تعالیٰ کی جانب دست بدُعا ہو جائے اور ایسی مقدس دُعاؤں سے اپنے پیغمبر کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے دِلی

رابطہ قائم رکھے۔ ؎

الْعُلْیَا وَاَعْطِهٖ سُؤْلَهٗ فِی الْآخِرَةِ

کو اور بھی زیادہ اُونچا بناؤ۔ اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ

وَالْاُوْلٰی کَمَآ اٰتَیْتَ اِبْرَاهِیْمَ

وسلم کو دُنیا و آخرت کا سوال عطا فرما۔ جیسا کہ تُو نے حضرت ابراہیم

وَمُوْسٰی ۝

و حضرت موسیٰ علیہم السلام کی حاجتیں پوری فرمائی ہیں۔

حاشیہ۔
ؑ ا۔ یعنی جس طرح تُو نے اے اللہ! حضرت ابراہیم و حضرت موسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام کو برتری عطا کی۔ پس جو اُن سے افضل و برتر ہیں یعنی ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم، ان کا سوال و مطلب بھی اسی طرح پورا فرما، اس صورت میں مُشبّہ کا اقویٰ ہونا لازم نہیں آیا۔ اس بارے میں باقی تحقیق جلد اوّل میں گذر چکی ہے۔

اور فرماتے ہیں: قیامت کے دن پہلے خلیل اللہ جناب حضرت

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام حُلّہ پہنائے جائیں گے اس واسطے کہ وہ آگ میں ننگے بدن ڈالے گئے تھے۔ یا اس واسطے کہ انہوں نے سب سے پہلے پاجامہ پہنا تھا اس سے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فضیلت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم پر لازم نہیں آتی کیونکہ اس کے بدلے آپؐ کو دو حُلّہ پہنائے جائیں گے یا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا حُلّہ نفاست میں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حُلّہ سے اعلیٰ و اکمل ہوگا۔

یا جب رحمۃ عالم حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم قیامت کے دن روضۂ مطہرہ سے نکلیں گے تو اسی لباس شریف (یعنی کفن مبارک) میں نکلیں گے جس میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم مدفون ہوئے تھے۔ اور اس دن جو حُلّہ پہنائے جائیں گے وہ حُلّہ کرامت ہوگا جس پر قرائن ہیں۔"
(مُلخّص من زُرقانی علی الدلائل)

حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ذکر کرنے کی یہ وجہ معلوم ہوتی ہے کہ حضرت

موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصّلوٰۃ والسلام (واللہ اعلم) بالاتفاق ہیں۔

حضرت امام احمد بن حنبلؒ رحمتہ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ الصّلوٰۃ والسلام سے ایک لاکھ بیس ہزار تین تیرہ (۱۲۰۳۱۳) کلموں سے خطاب فرمایا۔ یعنی: اللہ جل شانہٗ کلام فرماتا تھا اور حضرت موسیٰ کلیم اللہ سنتے تھے۔ حضرت موسیٰ کلیم اللہؑ نے عرض کیا: "اے اللہ! تو ہی مجھ سے بولتا ہے یا اور کوئی۔؟"

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: "اے موسیٰ! میں ہی تو بولتا ہوں، میرے اور تیرے بیچ میں اور کوئی تیسرا نہیں ہے۔"
(مطالع المسرّات)

غور کیجیے، اللہ تبارک وتعالیٰ کی عنایت پر کہ وہ بندے سے کتنا نزدیک وقریب ہے۔ اور مجھ جیسے بندوں کی بے باکی پر، کہ ہم کتنے بے شرم ہیں کہ بادشاہِ حقیقی ہمیں نزدیک سے دیکھ رہا ہے اور ہم اس کی نافرمانی میں ڈوبے ہوئے ہیں۔

کرم بین لطف و خداوندگار
گناہ بندہ کرداست او شرمسار

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَتُبْ عَلَیَّ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ۔

اور یہ بھی وجہ ہو سکتی ہے، جیسا کہ حدیثِ مبارک میں آیا ہے کہ آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

"تم لوگ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصّلوٰۃ والسلام پر زیادہ درود بھیجا کرو، کیوں کہ میں نے اس اُمّت پر موسیٰؑ سے زیادہ کسی کو شفیق نہیں پایا۔ کیونکہ شبِ معراج میں جب میں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) واپس آیا تو موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصّلوٰۃ والسلام نے مجھ سے دریافت کیا، کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی اُمّت پر کتنی نمازیں فرض کیں؟ میںؐ نے جواب دیا: پچاسؐ نمازیں! ۔ موسیٰؑ نے کہا: "واپس جائیے! آپؐ کی اُمت پچاس نمازیں پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتی اور اللہ تعالیٰ سے اس میں کمی کرائے۔" پھر میں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) واپس گیا اور سجدہ میں گرا، اللہ تبارک وتعالیٰ سے تخفیف اور کمی کی درخواست کی۔ چنانچہ پچاسؐ نمازوں سے پانچ نمازیں کم کی گئیں۔ واپسی پر موسیٰؑ نے پھر کہا۔ پینتالیسؐ نمازوں،

کی طاقت بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت نہیں رکھتے۔ لہٰذا پھر واپس جائیے اور تخفیف کی اللہ سے درخواست کیجیے۔"

یہ سلسلۂ شفقتِ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصّلوٰۃ والسلام کا اس وقت تک رہا کہ جب صرف پانچ نمازیں اُمتِ محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر فرض رہ گئیں ــــ اس پر بھی حضرت موسیٰ علیہ الصّلوٰۃ والسلام نے کہا تھا: "اے اللہ کے برگزیدہ اور آخری پیغمبر (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) واپس جائیے۔ آپؐ کے اُمتی رات دن پانچ وقت کی نمازیں بھی قائم نہیں رکھ سکتے" تب اللہ کے آخری نبی حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اے برادر! (حضرت موسیٰ علیہ الصّلوٰۃ والسلام) اب خدا تعالیٰ کے پاس (مزید تخفیفِ نماز) جاتے ہوئے میرا دل شرماتا ہے، اب میں راضی برضائے الٰہی ہوں اور اپنا اور اپنی اُمت کا امر حوالہ بخدا کیا۔"...الیٰ اٰخر الحدیث...

محمدؐ کی غلامی ہے سند آزاد ہونے کی
خدا کے دامنِ توحید میں آباد ہونے کی

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ مِنْ اَکْرَمِ عِبَادِکَ

اے اللہ! تو آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے بزرگ ترین بندوں

عَلَیْکَ شَرَفًا وَّ مِنْ اَرْفَعِھِمْ عِنْدَکَ

میں سب سے زیادہ بلند مرتبہ عطا فرما اور ان سب سے زیادہ آپ کا مرتبہ

دَرَجَةً وَّاَعْظَمِھِمْ خَطَرًا وَّاَمْلَئِھِمْ

عالیہ بلند کر، اور آپ کی قدر و منزلت ان سب سے دوبالا فرما اور اپنے ہاں

عِنْدَکَ شَفَاعَةً ۝

آپ کو شفاعت کرنے میں بہت زیادہ قدرت و توانائی اور عزت و شرف عطا کر

حاشیہ:-

ع۱ : اس قسم کی دعا پر بظاہر یہ سوال ہو سکتا ہے کہ حضرت مصنف رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسالت مآب حضرت محمد رسول اللہ صلی تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جس مرتبۂ عالیہ کے لئے بارگاہ رب الارباب حضرت اللہ جل شانہ میں دعا مانگ رہے ہیں وہ مرتبۂ عالیہ تو ہمارے نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو منجانب اللہ تبارک و تعالیٰ حاصل ہو چکا ہے۔ اور پھر اس دعا سے کیا فائدہ۔؟

اس سوال کا جواب یہ ہے :۔ کہ یہ اصل میں اخبار بصورتِ انشاء دُعا کے لئے حضرت مصنف جناب شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :۔

"حضرت نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم "عبد اللہ" (خدا کا بندہ) ہیں، آپ کا درجہ اعلیٰ درجے کے بندوں سے بلند تر ہے، آپ عنایات الٰہیہ سے سب سے زیادہ بہرہ ور ہیں اور یہ کہ آپ شفاعت کرنے میں سب سے مقدم اور صاحبِ قدرت ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم۔

پس حضرت مصنف رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسالت مآب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ان کے کمالات کو دُعا کی صورت میں ادا کرکے اللہ تبارک و تعالیٰ کی قدرت کا تصوّر اپنے دل و دماغ میں لاتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں آپ کی صفات کریمہ، بلند درجہ، ہر عمدہ کام میں سب سے زیادہ بہرہ یافتہ اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی شفاعت عامہ سے ہمیں بھی اے اللہ! لطف اندوز اور سعادت مند بناؤ۔ کیونکہ ان صفات عالیہ میں سے اُمتی کا ذرہ برابر پانا بھی بڑی سعادت مندی

کی نشانی ہے ۔ یہاں ایک اہم سوال پیدا ہوتا ہے ۔ وہ یہ ہے کہ حضرت شافع روزِ جزا پیغمبر رحمت حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے اُمتیوں کی شفاعت فرمائیں گے خواہ وہ کتنے ہی گنہگار کیوں نہ ہوں تو پھر اولیاء اللہ اور علماءِ ابرار اور دوسرے لوگوں کی شفاعت کہاں رہی یا پھر اس کی ضرورت کیا ہے ؟

اس سوال کا جواب یہ ہے :۔

"کہ علماءِ ابرار اور اولیاءِ رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین وغیرہم جو اپنے وابستہ مسلمانوں کی شفاعت کریں گے تو وہ بھی پہلے اس کی منظوری حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل کریں گے ۔ پس ہر صورت میں بالذات والاصالہ آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی شافع روزِ محشر ہوں گے اور انکی درخواستِ شفاعت آپ ہی بارگاہِ الٰہی میں پیش فرمائینگے ۔ اگر اللہ تبارک و تعالیٰ کو منظور ہو تو ہم "شفاءُ البشر" کی جلد چہارم میں اس کی مزید تشریح کریں گے ۔ اور مذکورالصدر جواب مصنف معارف القرآن نے دیا ہے ۔ فاحفظہ "

اَللّٰھُمَّ عَظِّمْ بُرْھَانَہٗ وَاَفْلِجْ حُجَّتَہٗ

اے اللہ! آپ آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی "صداقت" کی دلیل

وَاَبْلِغْہُ مَا مُؤَمَّلَہٗ فِیْ اَھْلِ بَیْتِہٖ

ہمیشہ (اور بھی زیادہ) باعظمت بنائے اور آپؐ کے معجزاتِ مقدسہ روشن رکھئے اور آپؐ کو اُن کے اہلِ بیت رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

حاشیہ ؛

۱ : اہلِ بیت سے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت علی مرتضیٰ، حضرت امام حسنؓ، حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما مراد ہیں۔ اور اُمّہاتُ المومنین رضوان اللہ تعالیٰ عنھنّ اجمعین یعنی رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ازواجِ مطہراتؓ بھی اہلِ بیتِ رسول اللہؐ میں داخل ہیں۔

مدارک وغیرہ میں سیّدالانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہراتؓ کے اسماءِ مبارکہ اس طرح ہیں :-

۱ - حضرت خدیجۃ الکبریٰ ، ۲ - حضرت عائشہ صدیقہ ،

۳ - حضرت حفصہ ، ۴ - حضرت اُمّ حبیبہ ،

۵- حضرت اُمِّ سلمہ ، ۶- حضرت سودہ رضوان اللہ تعالیٰ عنھنَّ اجمعین - یہ چھ اُمّھاتُ المؤمنین رضؓ باتفاقِ علماء قبیلۂ قریش سے تھیں ـــــ اور چار اُمّھاتِ المؤمنین رضوان اللہ تعالیٰ عنھنَّ عربی غیر قریشی تھیں ــ ان کے اسماءِ مبارکہ اس طرح ہیں :

۷- حضرت زینب بنتِ حارث ، ۸ - حضرت میمونہ

۹- حضرت زینب بنتِ خزیمہ ، ۱۰ - حضرت جُویریہ بنتِ الحارث رضوان اللہ تعالیٰ عنھنّ ـــــ ایک اور صاحبہؓ غیر عربیہ تھیں جن کا اسمِ مبارک حضرت صفیہ بنتِ حیی رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھا ، چونکہ یہ صاحبہؓ حضرت ہارون علیہ السلام کی ذرّیت سے تھیں - اسی نسبی برتری کی بنا پر حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو اپنے حبالۂ نکاح میں لیا ہے (مدارج النبوۃ ، علامہ ابن جوزیؒ نے " الوفا باحوال المصطفیٰ " میں حضرت ریحانہ بنت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بھی ازواجِ طاہرات رضؓ میں گنا ہے - بعض علماء فرماتے ہیں : کہ آپ سے مباشرت ملکِ یمین کے تحت ہوئی - ہم اسکی تشریح " شفاء الشرح " میں کرینگے - انشاء اللہ

وَذُرِّيَّتِهٖ ۝ اَللّٰهُمَّ اَتْبِعْهُ مِنْ

اور اُن کی اولاد کے بارے میں کاملیاب کیجئے - اے اللہ! آپ کو آپ کی

ذُرِّيَّتِهٖ وَاُمَّتِهٖ مَا تَقَرُّ بِهٖ عَيْنُهٗ

اور اُمتیوں سے اتنی بڑی تعداد ملائے، اور آپ تک پہنچائے،

حاشیہ:-

۱:- "ذُرِّيَّتِهٖ" اولاد، نسل: اس کی جمع ذراری، و ذریات آتی ہے۔ اس دُعا کا خلاصہ یہ ہے: کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دین کی عظمت، آپکی دلیلِ صداقت کے لئے دست بدعا بارگاہِ الٰہی میں رہنا اور اسکے عملی جد وجہد کرنا، نیز یہ دعا کرنا جو توقعات و امیدیں آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تبلیغ دین کے بارے میں اہلِ بیت اور اپنی ذریت سے تھیں، اے اللہ! پوری کر۔

حاشیہ:-

۲:- یہ دُعا (اَتْبِعْهُ) بہت سے معانی کا احتمال رکھتی ہے جو ہم حسبِ وعدہ اپنی شرح میں لکھیں گے۔ ہاں اتنا خیال رکھئے کہ لفظ "تَقَرُّ" باب افعال سے بھی ہو سکتا ہے اور مجرد سے بھی، اور اگر باب افعال سے اسے پڑھا جائے تب "عَيْنَهٗ" مفعول بہ کی صورت میں پڑھئے۔ بصورت دیگر "عَيْنُهٗ" فاعل "تَقَرُّ" ہو نیکی

وَاجْزِهِ عَنَّا خَيْرَ مَا جَزَيْتَ نَبِيًّا

جس سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم چشمانِ مبارکہ کو ٹھنڈک

عَنْ اُمَّتِهٖ وَاجْزِ الْاَنْبِيَآءَ كُلَّهُمْ

حاصل ہو جائے، اور آپ کو ہماری طرف سے اس سے بہتر بدلہ عطا

خَيْرًا ○ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ

کیجیئے۔ جو آپ کسی نبی کو اس کی اُمت کی طرف سے بہترین بدلہ عنایت کرینگے اور تمام انبیائے کرام کو بہترین بدلہ عطا فرمائے۔ اے اللہ! تو ہمارے سردار

عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا

حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اس گنتی اور شمار میں درود وسلام نازل

شَاهَدَتْهُ الْاَبْصَارُ وَسَمِعَتْهُ

فرما جو اب تک آنکھوں نے نہ دیکھا اور کانوں نے نہ سنا ہوگا۔

حاشیہ:۔

ا ؎:۔ مراد اس سے کثرتِ درود بر ذاتِ مقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ہے کیونکہ اب تک جو آنکھوں نے مشاہدہ کیا اور کانوں نے سنا ہے وہ شمار اور گنتی میں نہیں آسکتا ہے۔ لہٰذا اس سے سامعین اور قارئین کو کثرتِ درود وسلام بھیجنے کی طرف ترغیب و تشویق ہے۔

الْاَذَانُ وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ عَدَدَ

اور اے اللہ! ان لوگوں کے شمار میں درود و سلام بھیجئے (پیغمبر کریم

مَنْ صَلّٰى عَلَيْهِ وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر)۔ جنہوں نے آپؐ پر درود و

عَدَدَ مَنْ لَّمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ وَصَلِّ

سلام و درود خوانی کی، اور آپ ان پر درود و سلام، ان لوگوں

وَسَلِّمْ عَلَيْهِ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى

کی گنتی میں بھیجے۔ جنہوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود

اَنْ يُّصَلّٰى عَلَيْهِ وَصَلِّ وَسَلِّمْ

و سلام نہیں بھیجا۔ اور آپؐ پر ایسا درود و سلام نازل کیجیئے جس سے

عَلَيْهِ كَمَا اَمَرْتَنَا اَنْ نُّصَلِّيَ عَلَيْهِ

آپؐ خوش اور راضی ہو جائیں کہ آپؐ پر درود و سلام بھیجا جائے

اور آپ درود و سلام بھیجے۔ جیسا کہ تو نے اے اللہ! ہم کو نبی

رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام بھیجنے کا حکم فرمایا۔

وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ كَمَا يَنْبَغِي[۱]

اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر اتنا درود و سلام نازل فرمائے

اَنْ يُّصَلّٰى عَلَيْهِ ○

جیسا کہ آپؐ کے لئے مناسب اور شایان ہے، درود و سلام بھیجا جائے۔

حاشیہ نمبر ۱ ۔ ان پانچ قسم کے درودوں کی یعنی وَصَلِّ وَسَلِّمْ... سے آخر تک بڑی فضیلت ہے ۔

فضائلِ درود' میں لکھا ہے، کہ: حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہوئی، اور ایک بزرگ نے انہیں خواب میں دیکھا اور عرض کیا: " اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا ؟" امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں فرمایا: " کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے جنّت کو میرے لئے آراستہ و پیراستہ کیا اور دلہن کی طرح اس کو (جنّت کو) میرے لیے سجایا گیا ۔" پوچھا: " اس کی کیا وجہ ہے ؟" حضرت امام شافعیؒ نے جواب میں فرمایا:

" کہ میں کثرت سے یہ درود شریف پڑھا کرتا تھا:

۱ ۔ وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ عَدَدَ مَنْ صَلّٰى عَلَيْهِ ،

۲ - وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ عَدَدَ مَنْ لَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ ،

۳ - وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ كَمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰى اَنْ يُصَلّٰى عَلَيْهِ ،

۴ - وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ كَمَا اَمَرْتَنَا اَنْ نُّصَلِّيَ عَلَيْهِ ،

۵ - وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ كَمَا يَنْبَغِيْ اَنْ يُّصَلّٰى عَلَيْهِ - "

اور فضائلِ صلوٰۃ "میں لکھا ہے کہ یہ مندرجۂ بالا درودِ شریف بہت مقبول ہے جو اس کی مداومت کرے گا، اس کے اعمال درجۂ قبول ہوں گے اور تمام مخاوف و مہالک سے مامون ہو گا خاص کر جب کہ وہ خوف و خطرہ میں ہو گا۔ (ماخوذ من حواشی الدلائل)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ

اے اللہ! درود وسلام بھیج آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اور آپ کی اولاد پر

حاشیہ: عا - آل " کا استعمال عموماً اشراف پر کیا جاتا ہے خواہ شرافت دینی ہو یا دنیوی۔ اس لئے قرآن حکیم میں " ال " فرعون

کا لفظ آیا ہے۔ چونکہ پہلے آچکا ہے کہ "آل": اولاد، نسل اور ذرّیت پر بولتے ہیں۔ پیغمبر کریم حضرت محمّد مصطفٰی احمد مجتبٰی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے تین صاحب زادے اور چار صاحبزادیاں رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین تھیں۔

● صاحب زادوں رضؓ کے اسمائے مبارکہ یہ ہیں:۔

۱۔ حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مکّہ معظمہ میں اعلان نبوّت سے قبل تولد ہوئے۔ اولاد میں سب سے پہلے انہیں کا وصال ہوا۔

۲۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جنکا لقب طیّب و طاہر ہے۔ حضرت قاسم اور حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطنِ مبارک سے ہیں۔

۳۔ حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، یہ حضرت ماریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطنِ مقدس سے پیدا ہوئے اور صرف سولہ ۱۶ ماہ تک زندہ رہے۔

● صاحب زادیوں رضؓ کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

۱۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا، یہ ابوالعاص ابن ربیع کے نکاح میں تھیں۔

۲۔ حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ آپؓ کا پہلا نکاح عتبہ بن ابولہب سے ہوا تھا۔ اُس سے علیحدگی کے بعد حضرت عثمان (بن عفان) رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں آئیں۔

۳۔ حضرت اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ آپؓ کا پہلا عقدِ نکاح عتبہ "پسرِ دوم ابولہب" سے ہوا تھا۔ اور پھر علیحدگی ہوئی۔ حضرت رقیہؓ رفیقہ حضرت عثمانؓ کے انتقال کے بعد حضرت اُم کلثومؓ کا عقدِ نکاح حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا۔

۴۔ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رفیقۂ حیات تھیں۔ اولاد و ذریت صرف حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہی ہوئیں۔ یہ چاروں صاحبزادیاںؓ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطنِ مقدس تھیں۔ جن میں نمبر ۱، ۲ اور ۳ بحیاتِ آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رحلت کر گئیں تھیں، اور حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی انتقالِ پُرملال کے چھ ماہ بعد ہوا۔ ٭

عَدَدَ نِعْمَآءِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَ اِفْضَالِہٖ ۝

اپنی نعمتوں اور اپنی مہربانیوں کے شمار اور گنتی کے حساب سے یعنی بے شمار

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْہِ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ

اے اللہ! درود وسلام بھیج آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپکی آل

اَصْحَابِہٖ وَ اَوْلَادِہٖ وَ اَزْوَاجِہٖ

اور آپکے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر آپ کی اولاد اور آپ کی بیویوں رضی اللہ عنہن پر

حاشیہ ۔

۱ : یعنی بے شمار کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی نعمتیں شمار میں نہیں آسکتی ہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا : وَاِنْ تَعُدُّوا نِعْمَۃَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا " اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو نہیں کرسکتے ۔

۲ : " افضالہ " (اللہ تبارک وتعالیٰ کی) مہربانیاں ۔

۳ : " وَاَصْحَابِہٖ " اصحاب ' جمع ہے صاحب کی ۔ وہ ہیں جو نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت سے شرف یاب ہو جائیں ———— اور ایمان پر ہی ان کا خاتمہ بالخیر ہو جائے ۔ اور اگر ان میں سے کوئی ایمان لانے کے بعد " ایمان سے پھر

جائے۔ پس اگر وہ دوبارہ ایمان لائے، اور ایمان پر بظاہر اس کا خاتمہ ہو جائے تو وہ اس صورت میں بھی حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک صحابی کہلائے گا۔

مگر حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ "اگر وہ دوبارہ ایمان لانے کے بعد پھر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار فیض آثار سے مشرف ہو جائے تب اس پر "صحابی" کا لفظ بولا جائے گا ورنہ نہیں۔ (تفصیل "شرح نخبۃ الفکر" اور اس کے حواشی میں ہے۔)

بہر حال صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اُمّتِ میں سب سے زیادہ برگزیدہ خلائق ہیں۔ یہ سب کے سب عادل ہیں، اُن کی محبت واجب اور فرض ہے۔ پیغمبر رحمت حضرت محمّد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب رضی کے بارے میں فرمایا:

"لَا تَمَسُّ النَّارُ مُسْلِمًا رَاٰنِیْ اَوْرَاٰی مَنْ رَاٰنِیْ۔"

یعنی:۔ "نارِ جہنم اس مسلمان پر اثر نہیں کر سکتی جس نے مجھے دیکھا، یا اُس کو دیکھا جس نے مجھے دیکھا ہو"۔ (ترمذی شریف)

اور یہ بھی نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"مَا مِنْ اَحَدٍ مِنْ اَصْحَابِیْ یَمُوْتُ بِاَرْضٍ اِلَّا بُعِثَ قَائِدًا وَنُوْرًا لَهُمْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔"

ترجمہ:۔ "میرے صحابیوں رضی اللہ عنہ میں سے جو کوئی صاحب کسی بھی زمین میں مر جائے تو وہ قیامت کے دن وہاں کے مسلمانوں کا پیشوا ہو کر نور بن کر قبر سے اُٹھے گا۔" (ترمذی شریف)

مسلم شریف کی شرح میں ہے، کہ "سبِّ صحابہ رضی اللہ عنہ حرام ہے اور بڑے گناہوں میں سے سب سے بڑا گناہ ہے۔ یہی ہمارا اور جمہور علماء کا مذہب ہے۔ بعض علماءِ مالکیہ نے فرمایا:

"وہ شخص قتل کیا جائے جو اصحابِ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں سے کسی ایک پر سبّ کہے۔"

قاضی عیاض مالکیہ رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

"سبّ صحابہ رضی اللہ عنہ گناہِ کبیرہ ہے، شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو سبّ کہنے والا شخص قتل کیا جائے۔"

"الاشباہ والنظائر" میں ہے کہ: "ہر کافر کی توبہ دُنیا و آخرت میں قبول ہے، ماسوائے اس کافرِ بدبخت کے جو اصحاب رضی اللہ عنہ

رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یا شیخین رضی کے نام سب کہے

اور حضرت پیغمبر رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اللّٰہَ اللّٰہَ ! فِیْ اَصْحَابِیْ لَا تَتَّخِذُوْھُمْ غَرَضًا

بَعْدِیْ ..... الی اٰخر الحدیث "، یعنی :-

میرے صحابہ رض کے بارے میں اللہ سے ڈرو! اللہ سے ڈرو!

اور میرے بعد اُن کو نشانہ ملامت نہ بناؤ .... " (ترمذی شریف)

لہٰذا حضرات صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر تنقید

اور بحث و مباحثہ (نکتہ چینی) کرنا نعمتِ ایمان کے لئے خطرہ

عظیم ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ اُن کی مدح کرنے کی توفیق کسی کو نہ

دے تو کم از کم قلم و زبان کو صاف و پاک رکھے۔

سُبحان اللہ ! صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی

عظمت و بزرگی کے کیا کہنے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ قرآن پاک میں

ہیں اپنے پیغمبر کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیتا ہے،

کہ : " قُلْ ھٰذِہٖ سَبِیْلِیْ اَدْعُوْا اِلَی اللّٰہِ عَلٰی بَصِیْرَۃٍ

اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ وَسُبْحَانَ اللّٰہِ وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ"

(سورۂ یوسف) ۔ یعنی : " اے نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ

وسلّم) ! آپ فرمائیے یہ میرا طریقہ اور دین ہے جس کی طرف میں بندگانِ خدا کو دعوت دیتا ہوں ، میں اور وہ لوگ جنہوں نے میری پیروی کی سب کے سب یقین ومعرفت اور حق وباطل کے درمیان فرق کرنے کی پوری صلاحیّت کے مالک ہیں۔"

مسلمانو! غور کرو، اللہ تبارک وتعالیٰ اصحابِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے بارے میں یہ فرمائے کہ یہ اور ان کا پیغمبر بصیرت، یقین ومعرفت اور حق وباطل کے درمیان فرق کرنے کی صلاحیّت کے مالک ہیں ۔ تو یہ کس قدر کم فہمی ہے کہ چودہ سو سال کے بعد آپ ان پر نقد وتبصرہ کریں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

"كَانُوا عَلٰى اَحْسَنِ طَرِيْقٍ وَاَفْضَلِ هِدَايَةٍ وَهُمْ مَعْدَنُ الْعِلْمِ وَكَنْزُ الْاِيْمَانِ وَجُنْدُ الرَّحْمٰنِ۔" یعنی: کہ "حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے صحابی رضی اچھے طریقہ اور بہترین ہدایت پر تھے۔ وہ علم کے سرچشمہ اور کان، ایمان کے خزانے اور حضرت ربّ العٰلمین کے سپاہی اور فوج تھے۔

لہٰذا اے مسلمانو! اگر ایمان درکار ہے تو سب صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی عظمت پر ایمان لائے، اور اپنے علم پر دھوکہ کھا کر انہیں کسی معاملہ میں موردِ طعن نہ بنائے ہمیں ان کے اختلاف سے کوئی غرض نہیں۔ ہاں ہمیں اُن کی اتباع و پیروی سے سروکار ہونا چاہیے۔

مختصر یہ کہ رسالت مآب جناب محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اپنے رفیقِ اعلیٰ سے ملنے کے وقت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی کل تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار تھی، اُن میں سرکردہ و برگزیدہ صحابی حضرت عثمانِ بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔

قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے "شفاء شریف" میں لکھا ہے: کہ "زمانۂ نبوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں ایک شخص کا جنازہ آپ کے پاس لایا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی نمازِ جنازہ نہ پڑھی۔ آپ نے فرمایا: کہ یہ شخص عثمان سے بغض رکھتا تھا، پس میں (یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) بھی اس سے بغض رکھتا ہوں

اور اللہ نے بھی اس سے بغض رکھا۔"

حضرت مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:۔
"اگر کسی شخص کو اصحابؓ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کرتے وقت غصہ آجائے تو وہ کافر ہے۔

مزید فضیلت صحابہ کا بیان

صحیح مسلم شریف اور مسند امام احمد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ میں حدیث مبارک اس طرح مرقوم ہے:۔ کہ:۔

"حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: کہ ایک دفعہ آخر زندگی میں حضور اقدس حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نماز عشاء کے بعد حاضرین سے مخاطب کر کے فرمایا: آج اس شب میں، میں تم کو بتاؤں کہ اب سے سو برس بعد آج کے لوگوں میں سے کوئی بھی روئے زمین پر باقی نہیں رہے گا۔" راوی کہتا ہے کہ اس سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مقصود ایک دور (قرن) کا ختم ہو جانا تھا۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اس واقعہ کو ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں: کہ اپنی وفات سے ایک ماہ پہلے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ تم لوگ قیامت کی نسبت دریافت کرتے ہو اس کا علم تو خداوند تعالیٰ کو ہے۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ آج روئے زمین پر کوئی سانس لینے والی جان نہیں جو سو برس بعد زندہ رہے گی۔" اس سے مقصود صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے خیر و برکت کے دور کا اختتام تھا۔

ابو الطفیل صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب کے آخر میں انتقال فرما گئے ہیں، ان کا بیان تھا کہ اب میرے سوا کوئی باقی نہیں جس نے جمالِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے آنکھیں روشن کیں۔" حضرت ابو الطفیل رض پورے ایک صدی کے اختتام پر رحلت گزین ہوئے۔

اس حدیثِ مبارک سے صحابۂ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت و برتری کس صفائی سے سمجھ میں آتی ہے۔ مگر ایسی صحیح حدیثیں ہوتے ہوئے بھی جن معزز اور جلیل القدر صحابیوں رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو ہم کنبہ پرور ہونے

کے بے سر دیا الزامات تراشتے ہیں تو آپ ہی فرمایئے کہ کس طرح اللہ تبارک و تعالیٰ ہماری مغفرت فرمائے۔

بہر حال یہاں پر " وَاَصْحَابِہٖ " کا ذکر آیا ہے اس کی مناسبت سے ہم نے یہ حدیثیں نقل کیں کہ ہو سکتا ہے ہم اپنی غلطیوں کی اصلاح کریں۔ باقی اس حدیث مبارک سے وفات حضرت خضر علیہ السلام ثابت نہیں ہو سکتی ہے۔ کیونکہ راوئ حدیث خود فرماتے ہیں: کہ اس سے رسول کائنات حضرت محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مقصود صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے خیر و برکت کے دور کا اختتام تھا۔

میں نے اس کی مزید تحقیق اپنی تصنیف "تاج العارفین شرح ورد المریدین" میں کی ہے، مطالعہ فرمائے۔

دعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ جل شانہ، صحابۂ رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت و احترام سے ہمیں نوازے اور ہمارے ایمان کو ہر بلا سے محفوظ رکھے آمین، ثم آمین

وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ وَعِتْرَتِهٖ وَ

اور آپ کی ذریت اور آپ کے اہل بیت پر درود وسلام نازل کر

عَشِيْرَتِهٖ وَاَصْهَارِهٖ وَاَخْتَانِهٖ

اور آپ کے رشتہ داروں اور آپ کے کنبہ والوں پر

حاشیہ :۔

۱ : یہاں پر کچھ لوگ کہتے ہیں، کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بیویوں بالوں میں سے دو کا اسلام لانا ثابت ہے یعنی شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا۔ لہٰذا صیغۂ جمع نہیں، بلکہ صیغۂ تثنیہ "صِھْرَیْہِ" ہونا چاہیے اس کا یہ جواب ہے : بر تقدیرِ صحت سوال عربی میں تثنیہ پر جمع کا لفظ بولتے ہیں۔ اور خود سورۂ نساء میں بھی اس کی نظیر موجود ہے اس لئے کوئی اعتراض نہیں۔

مزید تفصیل : خلیل نحوی ولغوی نے کہا : "اَصْهَار" عورت کے اہل بیت کو کہتے ہیں۔ ازہری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا : "صِھْر" عورت کے اقربا اور رشتہ داروں اور ذوی المحارم پر بولتے ہیں، جیسے : اس کے ماں، باپ، بھائی (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

اولاد، بچا اور ماموں۔ یہ لوگ بیوی کے "اَصْھَاد" ہیں۔
یعنی: اَصْھَاد صرف بیوی کے باپ کو نہیں کہتے بلکہ اُس کے
رشتہ داروں پر بھی بولا جاتا ہے۔ اور "ختن" صرف داماد
کو نہیں کہتے، بلکہ اس کے رشتہ داروں کو۔" یہ تحقیق صاحب
نسیم الرِّیاض کی ہے۔ ؎

وَاَحْبَابِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ وَاَشْيَاعِهٖ

اور ان کے سسرال و دامادوں کے کنبہ والوں پر، اور جو

وَاَنْصَارِهٖ خَزَنَةِ اَسْرَارِهٖ وَمَعَادِنِ

آپ کے رازوں کے خزانے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے

اَنْوَارِهٖ كُنُوْزِ الْحَقَائِقِ وَهُدَاةِ

انوار، دوستوں، پیروؤں اور آپکی[۲] جماعتوں اور مددگاروں پر

حاشیہ

ع[۱]:۔ سبحان اللہ! آپ نے صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین
کو حقائقِ اشیاء کے خزانے قرار دیا ہے۔ ظاہر ہے کہ حقیقت میں اس
خزانے کا مالک ہوگا، جس کے [illegible]

الْخَلَآئِقِ وَنُجُوْمِ الْاِهْتِدَآءِ

برکات کے قرارگاہ اور کانیں ہیں، جو فی الواقع حقیقتوں کے خزانے

لِمَنِ اقْتَدٰی وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا

اور مخلوقات کے رہنما ہیں جو انکی اقتدائ اور پیروی کرلیں۔ اور ان سب

کَثِیْرًا دَآئِمًا اَبَدًا وَارْضَ

پر ہمیشہ بہت بہت سلام بھیج۔ اور تمام صحابۂ کرام رضی سے

عَنْ کُلِّ الصَّحَابَۃِ رِضًی سَرْمَدًا

راضی رہ، اس شمار میں راضی رہ جو

عَدَدَ خَلْقِکَ وَزِنَۃَ عَرْشِکَ

شمار آپ کی مخلوق کی ہے اور اپنے عرش کے وزن کے برابر

وَرِضٰی نَفْسِکَ وَمِدَادِ کَلِمَاتِکَ

اور اپنی ذات کی رضامندی کے برابر اور اپنے کلمات کی سیاہی کے

کُلَّمَا ذَکَرَکَ ذَاکِرٌ وَّکُلَّمَا سَھٰی

مقدار میں جبکہ تم اے خدا! کوئی یاد کرنے والا یاد کرے اور جب

عَنْ ذِکْرِکَ غَافِلٌ صَلٰوۃً تَکُوْنُ

تمہاری یاد سے کوئی غفلت اختیار کرے۔ ایسا درود ان سب پر نازل

لَکَ رِضَآءً وَّلِحَقِّہٖ اَدَآءً وَّلَنَا

فرما جو تیری رضامندی کا سبب بنے، اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

صَلَاحًا وَّاٰتِہِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ

کے حق کو ادا کرے اور ہماری صلاحیت کا ذریعہ ہو جائے۔ اور آپؐ کو وسیلہ

وَالدَّرَجَۃَ الْعَالِیَۃَ الرَّفِیْعَۃَ

برتری و بزرگی اور بہت اونچا مرتبہ عطا فرما۔ اور آپؐ کو مقام محمود پر

وَابْعَثْہُ الْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ وَاللِّوَآءَ

کھڑا کر دے اور اس جگہ جہاں پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے

الْمَعْقُوْدَ وَالْحَوْضَ الْمَوْرُوْدَ

نام نامی پر علم مبارک خاص کیا گیا ہو، اور آپؐ کو حوض عطا فرما جس پر

وَصَلِّ یَا رَبِّ عَلٰی جَمِیْعِ ....

آپؐ کے سارے اُمّتی وارد ہوں گے۔ اور اے اللہ! اسی طرح آپؐ کے

حاشیہ:

۱ = پیغمبرِ رحمت حضرت محمد مصطفٰے احمد مجتبےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے "حوض کوثر" کے بارے میں خود فرمایا: "بے شک میرے لئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے حوض (حوضِ کوثر) عنایت

فرمایا، اس کی چوڑائی ایلہ سے صُنعاء یمن کی مسافت کی مانند ہے۔ اس پر رکھے ہوئے پیمانے آسمان کے ستاروں کی گنتی کے برابر ہوں گے۔

حضرت ابو ذرّ غفّاری رضی اللہ تعالیٰ عنہُ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے محبوب پیغمبر سیّد الکونین حضرت محمّد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم! حوضِ کوثر کے برتن کتنے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: اس ذاتِ اقدس کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اس کے (حوضِ کوثر) برتن اور آکواب واباریق، سے بھی زیادہ ہیں جتنے کہ گرد وغبار سے صاف تاریک رات میں آسمان کے تارے نظر آتے ہیں۔ جنّت کے برتنوں اور پانیوں سے جو شخص ایک مرتبہ پی لے گا وہ پھر سخت پیاس کا شکار نہیں ہے،، سُبحان اللہ! کیا شان ہے ہمارے رسول محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی۔

نظیری چناں سازِ صاف سخن کُن
کہ رُوحِ نبی خوش شود از مقالت

اِخْوَانِیْ مِنَ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ

بھائیوں، انبیاء کرام و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام اجمعین

وَالْاَوْلِیَآءِ وَالصَّالِحِیْنَ وَمَلٰٓئِکَتِکَ

اور اولیاء اللہ اور نیکو کاروں رحمہم اللہ اجمعین اور اپنے نزدیک ترین

الْمُقَرَّبِیْنَ وَعَلٰی سَیِّدِنَا الشَّیْخِ

فرشتوں پر درود و سلام بھیج۔ اور درود و سلام کا فیضان ہمارے سردار

مُحْیِ الدِّیْنِ اَبِیْ مُحَمَّدِ السَّیِّدِ عَبْدِ

سیدنا حضرت شیخ عبد القادر الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر جو (ولایت

الْقَادِرِ الْجِیْلَانِیِّ الْمَکِیْنِ الْاَمِیْنِ

میں) صاحب کمال اور دین حق (اسلام کے) امانت دار ہیں۔

صَلَوٰتُ اللّٰہِ وَسَلَامُہٗ عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ ۝

اللہ تعالیٰ کا درود و سلام ان سب پر ہو (جن کا تذکرہ اوپر آیا)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ

اے اللہ! ہمارے سردار۔ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر

اَلسَّابِقِ لِلْخَلْقِ نُوْرُہٗ اَلرَّحْمَۃ

جن کا نور تمام مخلوقات پر مقدم ہے، جن کے (وجود با جود کا) ظہور

لِلْعٰلَمِیْنَ ظُھُوْرُہٗ عَدَدَ مَنْ مَّضٰی

ہر ایک عالم کیلئے رحمت ہے۔ ان لوگونکی شمار میں درود رحمت بھیج جو تمہارے

مِنْ خَلْقِکَ وَمَنْ بَقِیَ وَمَنْ

مخلوق سے (ابتک) گذر گئے، اور ان لوگوں کے شمار میں جو انمیں سے باقی ہیں

سَعِدَ مِنْھُمْ وَمَنْ شَقِیَ صَلٰوۃً

اور اُن لوگوں کی گنتی میں جو اُن سے نیک بخت ہیں، اور ان لوگوں کے شمار

تَسْتَغْرِقُ الْعَدَّ وَتُحِیْطُ بِالْحَدِّ

میں جو اُن میں بدبخت ہیں۔ ایسا درود جو ہر قسم کے شمار کا احاطہ کرے

صَلٰوۃً لَّا غَایَۃَ لَھَا وَلَا اِنْتِھَآءَ

اور ہر انتہا پر چھا جائے اور احاطہ کرے اور ایسا درود جو انگنت از بیشمار

وَلَآ اَمَدَ لَھَا وَلَا انْقِضَآءَ

ہو جو کسی وقت بھی ختم نہ ہونے پائے اور جسکا تسلسل باقی رہے۔ اے اللہ!

صَلَوَاتُکَ النَّبِیُّ صَلَّیْتَ عَلَیْہِ

آپؐ پر ہماری طرف سے ایسا درود جیسا خود تو نے انؐ پر بھیجا (اور)

صَلَوٰۃً مَّعْرُوْضَۃً عَلَیْہِ مَقْبُوْلَۃً

جو آپؐ پر پیش کئے جانے کی صلاحیت رکھتا ہو اور آپکی بارگاہ میں مقبول

لَّدَیْہِ صَلَوٰۃً دَآئِمَۃً بِدَوَامِکَ

ہو۔ ایسا درود جو ہمیشہ رہنے والا ہو آپؐ کی ہمیشگی کیساتھ باقی رہنے

بَاقِیَۃً بِبَقَآئِکَ صَلَوٰۃً لَا

والا ہو۔ آپؐ کے بقاء کے ساتھ ایسا درود جسکی انتہا نہ ہو، آپ کے

مُنْتَھٰی لَھَا دُوْنَ عِلْمِکَ

علم کے سوا ایسا درود جو آپؐ کو خوش کرے اور جو آپؐ کو پسند

صَلَوٰۃً تُرْضِیْکَ وَ تُرْضِیْہِ

ہو، اور ایسا درود کہ اس کی برکت سے تُو ہم سے خوش ہو

وَ تَرْضٰی بِہَا عَنَّا

جائے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وذریّتہٖ وسلم)۔

صَلوٰۃً تَملأُ الاَرْضَ وَالسَّمَآءَ

اے اللہ! آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر وہ درود وسلام نازل فرما

صَلوٰۃً تُحَلُّ بِھَا العُقَدُ وَتُفَرَّجُ

جو زمین و آسمان کو بھر دے ایسا درود جس سے سب مشکلات کو تو آسان بنا دے

بِھَا الکُرَبُ وَیُجْرٰی بِھَا لُطْفُکَ

اور جس کی برکت سے تمام سختیوں کو دُور فرمائے اور جس سے تمہاری عنایت و مہربانی

مِنْ اَمْرِیْ وَ اُمُوْرِ المُسْلِمِیْنَ وَبَارِکْ

میرے کام اور مسلمانوں کے کاموں میں جاری ہو جائے اور ہمیشہ ہمکو اپنی بے مثال

لَنَا عَلَی الدَّوَامِ وَعَافِنَا وَاھْدِنَا

برکتوں سے خوش نصیب فرمائے اور ہمکو صحت و عافیت عطا فرما اور ہمکو سیدھے راستہ

وَاجْعَلْنَا اٰمِنِیْنَ وَیَسِّرْلَنَا

پر قائم رکھ اور ہم سبکو بڑے خطرات سے بے خوف بناؤ۔ اور ہمارے کام

اُمُوْرَنَا مَعَ الرَّاحَۃِ لِقُلُوْبِنَا

آسان فرما، (خاص کر) دلوں کو،

Scanned with OKEN Scanner

وَ اَبْدَانِنَا وَ السَّلَامَۃَ وَالْعَافِیَۃَ

اور ہمارے بدنوں کو راحت و سرور نصیب کر،

فِیْ دِیْنِنَا وَ دُنْیَانَا وَ آخِرَتِنَا

اور ہمارے دین (اسلام) و دُنیا اور آخرت میں ہم کو سلامتی

وَ تَوَفَّنَا عَلَی الْکِتٰبِ وَالسُّنَّۃِ

کے ساتھ ہم کنار بناؤ۔ اور اے اللہ! ہم کو کتاب و سنّت (قرآن حکیم

وَاجْمَعْنَا مَعَہٗ فِی الْجَنَّۃِ

و احادیثِ رسولؐ) پر (عمل پیرا بناکر) دُنیا سے اٹھا۔ اور ہمیں سزا نہ

مِنْ غَیْرِ عَذَابٍ یَّسْبِقُ وَاَنْتَ

دیجیئے، ہمیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ جنّت میں جمع کریں۔ اس

رَاضٍ عَنَّا غَیْرُ غَضْبَانَ وَلَا

حال میں کہ تُو (اے اللہ!) ہم سے بدون کسی آزردگی کے خوش ہو اور

تُمَکِّرُ بِنَا وَ اخْتِمْ لَنَا مِنْکَ

ہم کو ہمارے جرموں کی سزا نہ دے اور اپنی ہی مہربانی سے بدون کسی محنت

بِخَيْرٍ وَّ عَافِيَةٍ بِلَا مِحْنَةٍ اَجْمَعِيْنَ ۝

کے ہم سب کا خاتمہ بالخیر فرما۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ

پاک ہے آپکا پروردگار، بڑی عظمت والا ان باتوں سے

عَمَّا يَصِفُوْنَ وَ سَلٰمٌ عَلَى

جو یہ کافر بیان کرتے ہیں۔ اور سلام ہو پیغمبروں علیہم الصلوٰۃ والسلام

الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ

پر، اور تمام تر خوبیاں صرف اللہ وحدہٗ لاشریک کے لئے ہیں

رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ ؛

جو تمام مخلوقات کا پروردگار ہے۔"

اسم آخری دُعا کے خصوصی نکات

اِس آخری دُعا میں بہت سے نکات قابلِ غور ہیں اس وقت ہم صرف چار نکتوں کی طرف قارئین کرام کے اذہانِ عالیہ کو متوجہ کرتے ہیں۔ باقی باتیں شرح میں آئیں گی۔ چار نکتے یہ ہیں:

- ۱ = نورِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا سب سے پہلے آفریدہ اور پیدا ہونا،
- ۲ = آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نامِ مبارک "محمد" (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی خصوصیت،
- ۳ = درودِ شریف بر ذاتِ مقدس خیرالانام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پیش کیا جانا اور حضرت مصنّف (شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی تحقیق،
- ۴ = خاتمہ بالخیر کی اہمیت

نمبر ۱۱، کے متعلق جامع ترمذی شریف کی یہ حدیثِ مبارک
کافی حد تک روشنی ڈالتی ہے۔ ملاحظہ ہو:

"عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ، قَالُوا
یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَتٰی
وَجَبَتْ لَكَ النُّبُوَّةُ: قَالَ وَاٰدَمُ بَیْنَ
الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ۔" (رواہ الترمذی)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے پیغمبر خدا
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: آپؐ کی نبوّت
کب وجود میں آئی؟ حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا: "میری نبوّت اُس وقت متحقق ہوئی جبکہ
ابھی آدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے جسم میں روح نہیں ڈالی
گئی تھی۔"

اس حدیثِ مبارک سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وآلہ وسلم کا وجودِ مبارک تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ
والسلام کے وجودِ مبارک پر مقدم ہے۔ چونکہ نبوّت معنوی لحاظ
سے نورِ ربانی ہے، اس لئے آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا
نورِ مقدس، لازمی طور پر انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے

انوار پر مقدم ہے۔ جس کی تائید حدیث " اوّل ما خلق اللّٰہ نوری۔ " کہ ربُّ العزت نے سب سے پہلے میرا نور آفریدہ کیا ہے۔" سے بھی ہوتی ہے۔ پس جس طرح آنحضرت صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی نبوّت قیامت تک باقی ہے۔ اسی طرح آپؐ کی نبوّت کے انوار و برکات اور فیضان وعنایت رہتی دُنیا تک طالبینِ حق اور طراطِ مستقیم کے طلب گاروں کو ضیا فشانی اور سچی راہنمائی کرتی رہے گی۔

اسی نورِ محمدی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے بارے میں امام دوران حضرت عبد العزیز دبّاغ رحمتہ اللّٰہ علیہ اپنے ایک مُرید کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

" اے بیٹے! اگر سیدّنا ومولانا حضرت محمّد مصطفٰے احمد مجتبٰے صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا نُورِ مقدس نہ ہوتا تو زمین کے اسرار میں سے ایک سرّ بھی ظاہر نہ ہوتا۔ وہ نُورِ معظم صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نہ ہوتا، تو نہ کوئی چشمہ اُبلتا اور نہ کوئی نہر بہتی۔ " اور اُسے مزید فرمایا: " عزیزِ من! " حضرت سیدّ الکونین جناب محمّد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا نُورِ مقدّس موسمِ بہار کے شروع میں تین مرتبہ تمام پھولوں پر مہکتا ہے جس کی برکت سے اُن میں پھل آتا ہے

اور اگر نورِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نہ ہوتا تو کوئی تخم بھی پھل نہ لاتا۔" اور پھر اپنے مُرید کو فرمایا بیٹے! ضعیف ترین ایمان والے کو بھی اپنا ایمان پہاڑ جیسا، بلکہ اس سے بھی بڑا اور وزنی معلوم ہوتا ہے۔ اور ذاتِ انسانی بسا اوقات ایمان کا یہ بوجھ اُٹھانے سے عاجز ہو کر اس کے پھینکنے کا ارادہ کرتی ہے، عیاذاً باللہ مُرتد اور آزاد ہونا چاہتی ہے کہ دفعتہً نورِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مہکتا ہے اور خوشبو دیتا ہے' اور ایمان اُٹھانے میں مُعین و مددگار بنتا ہے جس کی وجہ سے مومن کو ایمان شیریں اور پاکیزہ معلوم ہونے لگتا ہے اور وہ اس کی برکت سے ارتداد اور بے دین ہونے سے بچ جاتا ہے۔

غرض عظمتِ شان نورِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حسنات وخیرات کا ذکر کرتے ہوئے جو بطفیلِ نورِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دُنیا و ما فیہا کو نصیب ہوتی ہے میں (یعنی عبدالعزیز) ذاتِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں محو و فنا ہو گیا ہوں۔" فرماتے ہیں: "جب میرے

اُس مُرید نے میری یہ حالت دیکھی تو کہا: اے میرے آقا! اسی نبی محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے جاہ کا واسطہ ہے مجھے بھی کوئی سِرّ اور روحانی راز بتلائیے!" فرماتے ہیں: "یہ سُن کر میں بتانے سے باز رہنا چاہا، مگر جب اس نے بڑی ذاتِ مبارک کے جاہ کا واسطہ دیا تو میں نے دریا دِلی اور محبّت سے کام لیکر اس کو نورِ بصیرت دیا۔ مگر چند ہی روز گذر گئے تھے کہ وہ اُس (راز) کو چھپا نہ سکا تو اس کے خلاف قتل کا فتویٰ صادر کیا گیا۔ کیونکہ: "العِلمُ حِجابٌ اَکبر" کہ علم ہی اسرار و معانی اور حقائق اشیاء کے مطالعہ کرنے سے بڑا پردہ ثابت ہو جاتا ہے، خاص کر جب کہ عِلمِ دین ایسے لوگوں سے حاصل کیا جائے یا ایسی کتابوں سے اخذ کیا جائے کہ جن عالموں اور جن مصنفین کو پوری نسبت باذاتِ ستودہ صِفات حضرت سیّد المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نہ ہو، اس بِنا پر لوگ عصرِ حاضر میں عِلمِ دین حاصل کرنے کے باوجود اس شعر کے مصداق بن جاتے ہیں۔

پڑھ پڑھ کے پتھر بنے لکھ لکھ کے چور
جس علم سے خدا ملے وہ پڑھنا ہے کچھ اور

مختصر یہ کہ نورِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی عظمت و برتری عقل و دانش سے ماورائے ہے۔ اسی لئے آپؐ کی عظمت اور نورِ محمدیؐ کی برتری کی طرف ایک دانائے راز نے درج ذیل ابیات میں اشارہ کیا ہے۔ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

لَہُ النسبُ العالِی فلیسَ کمثلِہٖ
حَبیبٌ لَبِیبٌ منعِمٌ مُتکرّمٌ
جمیلٌ بتاجِ المکرّمات متوّجٌ
جلیلٌ بالآءِ السماءِ مُعمّمٌ
فما لکونِ اِلّا حلّۃٌ ومُحمّدٌ
طِرازٌ بانوارِ النبوّۃِ مُعلَمٌ
الا قُلْ لِقومٍ نازعُوا اِن اردتُموا
نجاۃً بہٖ صلّوا علیہِ و اٰلِہٖ

نمبر ۲ = آپؐ کے نام مبارک "محمد" صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت۔
قرآنِ کریم میں صرف چار جگہوں میں آپؐ کا نام مبارک صراحتًا ذکر کیا گیا ہے۔ (۱) وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ.... الخ —
(۲) مَاکَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِنْ رِجَالِکُم..... الخ —

(۳) وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّھُوَ الْحَقُّ ـــ

(۴) مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ـــ " ہر جگہ ان چار جگہوں میں آپ کے اسمِ مقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو صراحت کے ساتھ ذکر کرنے میں خاص نکتہ ہے ــ اس جگہ ہم اس نکتہ کی طرف آپ کے اذہان مبذول کریں گے جو بعض صوفی منش حضرات نے ذکر کیا ہے ،

(۵) یہ ہے : "مُحَمَّد" میں پانچ حروف ہیں ۔ دوسرا "میم" جو "ح" کے بعد واقع ہے مدغم ہونیکی وجہ سے "دو میم" ہے ۔ لہذا منجملہ خصائص آنجناب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم یہ ہے کہ آپ کے اسمِ مبارک کے اعداد وشمار باعتبار بسط نہ بحساب " ابجد " تین سو تیرہ (۳۱۳) نکلتے ہیں جو مرسلین عظام کے اعداد وشمار کے موافق ہیں کیونکہ اُن کی تعداد بھی ۳۱۳ ہیں۔ اس کی صورت یہ ہے : کہ جب ہم "محمد" کے پہلے "م" کو باعتبار بسط وتکبیر لکھیں تو یوں لکھیں گے "م ، ی ، م" ۴۰+۱۰+۴۰ دوسرے "م" کو "م ، ی ، م" ۴۰+۱۰+۴۰ اور تیسرے "م" کو "م ، ی ، م" ۴۰+۱۰+۴۰ لکھیں گے تو اِن اعداد کو جمع کرکے ۲۷۰ عدد ہوئے ۔ اور "د" کو "د ، ا ، ل" ۴+۱+۳۰ کی صورت میں لکھیں گے تو ۳۵ عدد ہوئے ۔ اور "ح" کو بغیر بسط

کے ۸ عدد ہوئے۔ اس طرح "محمّدؐ" کے کل عدد (۲۷۰+۳۵+۸) ۳۱۳ ہوئے جو مرسلینِ عظامؑ کی تعداد علی الاصح ہے۔ اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ "پیغمبر آخر الزمان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں وہ تمام صفات عالیہ پائی جائیں گے جو تین سو تیرہ پیغمبروں علیہم الصّلوٰۃ والسلام میں علیحدہ علیحدہ اور جدا گانہ پائی جاتی تھیں۔ چنانچہ حقیقت اور واقعیت ایسی ہی ہے کہ ہمارے نبیٔ معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان پیغمبروںؑ کے اوصافِ جلیلہ کے حامل اور جامع تھے۔

خط سبز ولبِ لعل ورُخ زیبا داری

حُسنِ یوسفؑ، دم عیسیٰؑ ید بیضا داری

شیوۂ شکل وشمائل حرکات وسکنات

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

کمال یہ ہے کہ "کبریت احمر" میں یہ اسم مبارک صرف چار جگہوں پر واقع ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ــ یعنی:

۱۔ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ الْمَحْمُوْدِ،

۲۔ مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ،

۳۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا شَھِدَتْہُ الْاَبْصَارُ ،

۴۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ السَّابِقِ لِلْخَلْقِ نُوْرُہٗ ۔

نمبر ۳۶ - درود شریف :- اس سلسلے میں حضرت مصنف رضؓ نے اس دعا میں یہ لفظ : " صَلوٰۃً معروضۃً علیہٖ مقبولۃً لدیہ " کا جملہ منتخب کیا ہے کہ " اے اللہ ! حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایسا درود نازل فرما جو آپ کی بارگاہ میں پیش کئے جانے کی صلاحیت اور آپکے سامنے شرفِ قبولیت پا سکے " ۔

اس سلسلے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

" اِنَّ لِلّٰہِ مَلَائِکَۃً سَیَّاحِیْنَ فِی الْاَرْضِ یُبَلِّغُوْنِیْ مِنْ اُمَّتِی السَّلَامَ " (رواہ النسآئی والدارمی)

" کہ بے شک اللہ تعالیٰ کے ایسے فرشتے ہیں جو زمین پر پھرتے ہیں اور وہ میرے اُمتیوں کا درود وسلام مجھے پہنچاتے ہیں ۔ " گویا ان کے زمین پر گشت کرنے اور پھرنے کا مقصد ہی یہ ہوتا ہے کہ وہ میرے جن اُمتیوں کو مجھ پر درود وسلام پڑھتے ہوئے سُنتے

ہیں وہ اُن کا درود و سلام مجھے پہنچاتے ہیں۔ یہ حدیث مشکوٰۃ میں بھی ہے اسی طرح امام ابوداؤدؒ اور امام بیہقیؒ دعوات کبیر میں یہ حدیث لے آئے ہیں: "عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَا مِنْ اَحَدٍ یُسَلِّمُ عَلَیَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰہُ عَلَیَّ رُوْحِی حَتّٰی اَرُدَّ عَلَیْہِ السَّلَامَ۔" یعنی:۔ "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی مسلمان میرے اوپر درود و سلام نہیں بھیجتا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ میری روحِ انور میرے اوپر واپس بھیجتا ہے یہانتک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔"

صاحب لمعات نے اس حدیث کی شرح میں فرمایا:

"وَلَیْسَ الْمُرَادُ بِعَوْدِ الرُّوْحِ عَوْدُھَا بَعْدَ الْمُفَارَقَۃِ عَنِ الْبَدَنِ وَاِنَّمَا الْمُرَادُ اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْبَرْزَخِ مَشْغُوْلٌ حَوْلَ الْمَلَکُوْتِ مُسْتَغْرِقٌ فِیْ مُشَاھَدَۃِ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَزَّوَجَلَّ کَمَا کَانَ فِی الدُّنْیَا فِیْ حَالَۃِ الْوَحْیِ وَفِی الْاَحْوَالِ الْاُخَرِ فَعَبَّرَ عَنْ اِفَاقَتِہٖ مِنْ تِلْکَ الْمُشَاھَدَۃِ وَذٰلِکَ الْاِسْتِغْرَاقِ بِرَدِّ الرُّوْحِ۔"

حضرت مولانا عبد الحق صاحب محدث دہلوی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روحِ انور بدنِ مبارک سے جُدا ہونے کے بعد پھر جسمِ اطہر کی طرف لوٹتی ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عالم برزخ میں فرشتوں کے اردگرد ربّ العزت کے مشاہدہ میں مشغول و مستغرق ہوتے ہیں جیسا کہ آپ دُنیا میں حالتِ وحی اور دوسرے احوال میں مشاہدۂ باری تعالیٰ میں پورا انہماک رکھتے تھے۔ پس اس جمال جہاں آرا کے مشاہدہ اور اس میں استغراق کے بعد رُوح انور کے واپسی سے تعبیر فرمایا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی مقدس حیات برزخی میں کوئی کمی نہیں، بلکہ اعتبارات سے دنیوی حیاتِ طیبہ سے اعلیٰ و اکمل ہے۔ اسی نکتہ کے پیش نظر حضرت مصنف قدس سرّہٗ نے فرمایا کہ آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر ہماری طرف سے ایسا درود نازل فرما جو آپ پر پیش کئے جانے کے قابل اور مقبول بارگاہِ نبوی ہو۔

پس درود خوان پورے ادب واحترام اور کمال خضوع وخشوع سے اپنے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود بھیجا کرے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: "مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ عِنْدَ قَبْرِی سَمِعْتُہٗ وَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ نَائِیًا اُبْلِغْتُہٗ۔" (بیہقی)

یعنی: "جو کوئی مسلمان میرے اور میری قبرِ انور کے نزدیک درود پڑھے وہ میں بلا واسطہ سنتا ہوں، اور جو کوئی مجھ پر دور سے بھیجے وہ مجھ تک (بذریعہ ملائکہ) پہنچایا جاتا ہے۔" یعنی فرشتے دور سے پڑھنے والے کے درود شریف کا اہتمام فرماتے ہیں۔ یہ کوئی معمولی سعادت نہیں ہے۔ چونکہ درود پڑھنے والوں کے مختلف احوال اور مقامات ہیں اس لئے احادیث مافی الباب بھی مختلف الفاظ میں وارد ہیں۔ اس سلسلہ میں دلائل الخیرات و دیگر کتابیں ملاحظہ کریں۔

اسی بنا پر حضرت مصنف رضؓ نے ایسا لفظ استعمال فرمایا ہے جو تمام حدیثوں پر حاوی اور شامل ہو سکتا ہے۔ بہر حال درود پڑھنے والا اتنا اہتمام کرے کہ گویا وہ بارگاہِ نبوّت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے ہے۔ اور بوقت دعا اوّل و آخر میں آپؐ پر درود شریف پڑھا کرے۔ باقی شرح میں آئے گا۔

نمبر ۴۱: خاتمہ بالخیر کی اہمیت۔

"وَلَا تَمکُر بِنَا وَاخْتِمْ لَنَا مِنْکَ بِخَیْرٍ وَّ عَافِیَۃٍ بِلَا مِحْنَۃٍ اَجْمَعِیْن۔" اس دُعا میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ عارف، عابد اور پرہیز گار مسلمان کو ہر وقت خاتمہ بالخیر کی فکر ہونی چاہیے اور اپنی عبادت، اپنے علم و نسب پر ناز نہ کیا کرے۔ ورنہ اس راہ میں سخت مشکلات پیش آئینگے لہٰذا عبادات کے بعد نرمی و خاکساری کی ضرورت ہے تب ایمان حاصل ہوگا۔ چنانچہ حضرت امام سیوطیؒ اس بارے میں ایک حدیث لکھتے ہیں: کہ، حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔ "پہلے زمانہ میں ایک شخص جس نے ایک جزیرہ میں چھ سو برس اللہ کی عبادت کی تھی، حق تعالیٰ نے اس کیلئے وہاں شیریں پانی کا ایک چشمہ جاری کیا اور انار کا ایک درخت پیدا فرمادیا تھا جس میں روزانہ ایک انار لگتا اور وہ اس کی غذا کیلئے کافی ہو جایا کرتا تھا۔ جب اس کا انتقال ہوا تو حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "جاؤ جنت میں، میری رحمت اور فضل سے۔" وہ شخص کہنے لگا: "نہیں اے پروردگار! بلکہ میری چھ سو برس کی عبادت کی وجہ سے۔" تب حق تعالیٰ نے محاسبہ

شروع فرما دیا: "کہ تیری یہ چھ سو برس کی عبادت تو میری عطا کردہ نعمتوں میں سے ایک نعمت کی بھی مکافات نہیں کر سکتی، میں نے تیرے لئے انار کا درخت اُگایا جس میں روزانہ پھل لگتا تھا حالانکہ دوسروں کے لئے سال بھر میں صرف ایک مرتبہ پھل آتا تھا، بتا کہ اس نعمت کا تو مستحق کس بنا پر ہوا؟ نیز میں نے تجھ کو اتنی دراز عمر عطا فرمائی، حالانکہ دوسروں کی عمر اس سے بہت کم ہوتی تھی۔ نیز اس مدت دراز تک میں نے تجھ کو عبادت کی طاقت بخشی، حالانکہ دوسروں میں یہ طاقت نہیں بخشی۔ میں نے تجھ سے شیطان کو دور رکھا اور تجھے اس سے محفوظ رکھا، حالانکہ وہ (شیطان) بہت سے لوگوں کو تباہ و برباد کر چکا ہے۔ نیز اتنی دراز مدت تک میں نے تجھ کو تندرست رکھا جبکہ دوسروں کو اتنی صحت نہیں بخشی۔ میں نے تیرے جسم کو پیدا کیا، حالانکہ تو لاشئی محض تھا۔ میں نے تیرے حرکات و سکنات کو پیدا کیا اور ہر قسم کی نعمتوں سے تجھے مالا مال کیا۔" ان بے شمار پیشگی نعمتوں کی مکافات کا حساب کرنے کے بعد اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: "اے بندہ! تو کیا لے کر آیا ہے؟" حکم ہوگا: اس کو لے

جاؤ دوزخ میں۔ چنانچہ فرشتے اُس کو دوزخ کی طرف لے چلیں گے، جب اُس نے دیکھا کہ اب تباہ و برباد ہو گیا تو عرض کرنے لگا: کہ "اے پاک پروردگار! مجھے جنّت میں داخل فرما دیجیئے محض اپنے فضل و رحمت سے"، حق تعالیٰ جو بلاشک ارحم الرّاحمین اور اکرم الاکرمین ہے نے فرشتوں کو ارشاد فرمایا: "اچھا اس کو واپس لے آؤ اور جنّت میں داخل کر دو میری رحمت اور فضل سے۔" اس کے بعد اللہ رحیم و کریم نے اُس سے فرمایا: "جاؤ جنّت میں تم میرے بڑے پیارے بندے ہو۔"

حضرات! بتایئے، ان ہمارے فرسودہ اور متکبّرانہ دعوؤں کی خدائے واحد القہّار کے نزدیک کیا اعتبار ہے۔؟ بس اس مختصر شرح میں اسی حدیث مبارک پر کفایت کیجیئے۔ ❊

نوٹ :۔ آپ "کبریت احمر" شروع کرنے سے پہلے اور اس کے بعد میں مندرجہ ذیل دُعا ایک ایک مرتبہ یا "گیارہ" گیارہ مرتبہ مطابق اجازت پڑھا کیجیے۔

"اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ مَظْهَرِ الْجَلَالِ وَالْجَمَالِ مِرْاٰتِ الذَّاتِ وَالصِّفَاتِ مَخْزَنِ الْمُشَاهَدَاتِ مُوْصِلِ الْعِبَادِ اِلٰی رَبِّ الْاَرْبَابِ بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمَاتٍ لَّکَ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ"

ضمیمہ ۱

وَ فَاقَ الْخَلَائِقَ بُرُمَّتِهَا

یہاں پر کشمیر کے عوام و خواص ایک غلطی کرتے ہیں ، کہ وہ " وَفَازَ الْخَلَائِقَ بُرُمَّتِهَا " پڑھتے ہیں۔ کیونکہ فَازَ ہمیشہ عربی میں فعلِ لازم مستعمل ہوتا ہے اور اس کا متعدی باب افعال سے " اَفَازَ " آتا ہے۔ اور " فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا " میں مفعولِ مطلق ہے محض تاکید کے لئے۔ اور یہ کہنا کہ " بُرُمَّتِهَا " کے بائے اس کو متعدی بنایا ہے ـــــ بچوں کی سی بے اصل بات ہے ، وَالْوَجْهُ ظَاهِرٌ

اللہ تعالیٰ خواجہ اعظم دیدہ مری کی قبر کو معطر و منور کرے جنہوں نے اپنی شرح میں اس لفظ کا ترجمہ ٹھیک یعنی "افزونی کرد" کیا ہے ــ ؛

ضمیمہ ۲

اہلِ بیت کی مزید تفصیل کے بیان میں

حضرت ابو سعید ساعدی بدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے ہے کہ پیغمبر رحمت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

نے حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا: "اے ابوالفضل! کل تم اور تمہاری اولاد اپنے گھر میں ہی رہنا، باہر کہیں نہ جانا مجھے تمہارے ساتھ کام ہے۔" وہ اپنے گھر میں نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کے منتظر رہے آپؐ حسبِ ارشاد تشریف فرما ہوئے۔ اور فرمایا: السّلام علیکم! انہوں نے جواب میں عرض کیا: وَعَلَیکُمُ السَّلَام وَرَحمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ صبح کس حال میں کی ہے؟ یہ آپؐ نے دریافت فرمایا؛ انہوں نے عرض کیا: "خیر و عافیت کے ساتھ پھر عرض کیا: یارسول اللہؐ! آپؐ نے صبح کس حال میں کی ہے؟ آپؐ نے فرمایا:

"اَلحَمدُ لِلّٰہ! خیر و عافیت کے ساتھ۔"

پھر رسول رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اُن سے فرمایا: "ذرا قریب ہو جاؤ"، اور ایک دوسرے کی طرف کھسک کر نزدیک ہو جاؤ۔" تین مرتبہ آپؐ نے یہ کلمات دُھرائے، جب وہ اس قدر اکٹھے ہو گئے کہ آپؐ کا اور اُن کا ایک کپڑے کی لپیٹ میں لینا ممکن ہو گیا۔ تو رسول رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی چادر ان کے ارد گرد پھیلا دی اور اُسے گھیرے میں لیکر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ دُعا فرمائی:

"ھٰذَا العَبَّاسُ عَمِّیْ وَصِنْوُ اَبِیْ وَھٰؤُلَاءِ

اَهْلُ بَیْتِی ، اَللّٰھُمَّ اسْتُرْھُمْ مِنَ النَّارِ کَسِتْرِی اِیَّاھُمْ بِمَلَائِی ھٰذِہٖ "

"یعنی :- اے اللہ ! یہ عباس رضی ہیں جو کہ میرے چچا ہیں اور میرے باپ کے ساتھ والی شاخ جو ایک تنے سے نمودار ہونے والی ہے اور یہ میرے اہلِ بیت ہیں ۔ اے اللہ ! ان کو آگ سے پوشیدہ رکھ ، اور جیسے کہ میں نے ان کو اپنی اس چادر میں چھپایا ہوا ہے ۔" اور نگاہ اغیار سے پوشیدہ اور دُور رکھتا ہے پیغمبرِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دہانِ مبارک سے یہ کلمات نکلتے تھے کہ دروازہ کی دہلیز اور اس منزل کے سب دیواروں نے تین مرتبہ 'امین کہی ۔

اس حدیثِ پاک سے واضح ہو گیا کہ سرورِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور انکی اولاد کو بھی اپنے اہلِ بیت قرار دیا ہے ، جسطرح حسنینِ کریمین اور سیدہ حضرت فاطمہ زہرا ، حضرت علی مرتضیٰ وغیرہ رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو چادر میں لیکر دُعا فرمائی ۔ اسی طرح ان کیلئے بھی دُعا فرمائی ۔ لہٰذا اہلِ بیت کا صرف پانچ تن (پنجتن) میں حصر درست نہیں ہے بلکہ اہلِ بیت عام ہیں جن میں نسبتی لحاظ سے بنو ہاشم اور بنو عبد المطلب داخل ہیں ۔ ولادت کے لحاظ سے سرورِ عالم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد بیٹے اور بیٹیاں حسنین رض
اور انکی بہنیں داخل ہیں اور سکونت کے لحاظ سے جملہ ازواج
مطہرات رضوان اللہ تعالیٰ عنہن داخل ہیں۔" لذا حققہ
الشیخ المحقق المحدث الدھلوی فی اشعۃ اللمعات۔"
علامہ عبدالرحمٰن ابن جوزی اور شیخ دہلوی رحمہم اللہ کی ان
قیمتی تحقیقات کے بعد عصر حاضر کے اجتہاد آبوں پر بھی ٹھنڈے
دل سے غور کرتے جائیے ــــ اور تفسیر مظہری کی مندرجہ ذیل
تفسیر بھی ملاحظہ فرما کر ہمارے لئے دعائے مغفرت فرمائے۔ جناب
قاضی صاحب آیت تطہیر کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:
اہل بیت رض: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے
گھر کے لوگ، عکرمہ رض اور مقاتل رح کے نزدیک امہات المومنین
رضوان اللہ تعالیٰ عنہن مراد ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ
عنہما کا قول سعید بن جبیر رح کی روایت سے بھی یہی آیا ہے۔ حضرت
ابن عباس رض نے (اہل بیت رض کے مفہوم کے تعیین کیلئے) آیت:
"وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَىٰ فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ"
تلاوت فرمائی۔ (رواہ ابن ابی حاتم رض وروی ابن جریر رض عن عکرمۃ نحوہ)

ان حضرات نے آیت کے سیاق و سباق سے بھی اسی پر استدلال کیا ہے۔ لیکن عورتوں کے ساتھ حکم کی تخصیص کیسے ہو سکتی ہے جب کہ "کُم" ضمیرِ مذکر مخاطب کی استعمال کی گئی ہے (اس سے معلوم ہوا کہ آیت کا حکم مردوں کو شامل ہے اور بطور تغلیب مذکر کی ضمیر ذکر کی گئی ہے۔ مترجم)۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تابعین رحمہم اللہ کی ایک جماعت کا قول ہے جس میں مجاہدؒ اور قتادہؒ بھی شامل ہیں، کہ کہ اہلِ بیتؓ حضرت علی مرتضیٰ، حضرت فاطمہ زہرا، حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ہیں، کیونکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سیاہ بالوں کی اُونی چادر اوڑھے باہر تشریف لے گئے۔ چادر پر کجاوے کے نقوش تھے اتنے میں حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما آئے آپؐ نے اُن کو چادر میں لے لیا، پھر حسینؓ بن علیؓ آئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو بھی چادرِ مبارک میں لے لیا، پھر سیدۃ النساء حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آئیں حضورؐ نے ان کو بھی چادرِ مبارک داخل کر لیا اور

ان کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے آپ نے ان کو بھی چادر میں داخل کر لیا۔ پھر رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا۔" (مسلم)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ جب آیت: نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَکُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَکُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَکُمْ۔" نازل ہوئی تو حضرت رسول رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی، حضرت فاطمۃ الزہرا، حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو طلب فرمایا۔ اور فرمایا: "اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں" (مسلم)

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے آیت: اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ..... الخ تلاوت فرمائی اور حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ اور دونوں صاحبزادوںؓ کے متعلق فرمایا: "اے اللہ! یہ میرے گھر والے اور میرے خاص لوگ ہیں، ان سے گندگی کو دور فرما دے اور ان کو کامل طور پر پاک کر دے۔"

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے کہ جب آیت کریمہ: اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ..... الخ نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ اور حسنینؓ کو طلب کیا اور کمبلی مبارک میں داخل کر لیا۔ پھر فرمایا: "اے اللہ! یہ میرے اہل بیتؓ ہیں، ان سے گندگی کو دور کر دے اور ان کو کامل طور پر پاک کر دے۔ رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

مذکورہ احادیث اور ان جیسے دوسری اخبار سے آیت تطہیر کی حضرات اربعہ (حضرت علی، حضرت فاطمہؓ، حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ) کے ساتھ تخصیص ثابت نہیں ہوتی۔ ماقبل اور مابعد کا کلام بھی اس تخصیص سے انکار کر رہا ہے اور عرف ولغت کی شہادت بھی اس کے خلاف ہے۔ اصل میں اہل بیت کے لفظ کا اطلاق صرف بیویوں پر ہوتا ہے، اولاد اور دوسرے گھر والے ذیلی طور پر اس میں آ جاتے ہیں۔ بیویوں کے ہی رہنے کے مکان (یا کمرے) عام طور پر الگ الگ ہوتے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیوی حضرت سارہؑ کو خطاب کرکے ملائکہ نے کہا تھا: اَتَعْجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰہِ رَحْمَتُ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الْبَیْتِ " کیا تجھے اللہ کے حکم پر

تعجب ہو رہا ہے، اے گھر والو تم پر اللہ کی رحمت ہے۔"

حق یہ ہے کہ رفتارِ کلام اگرچہ امہات المومنین رضوان اللہ تعالیٰ عنہن اجمعین پر دلالت کر رہی ہے۔ لیکن آیتِ تطہیر سب کو شامل ہے۔ حضرت اُم سلمہ رضؓ نے فرمایا، میرے گھر میں آیت: اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ ..... الخ نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی رضؓ، حضرت فاطمہ رضؓ، حضرت حسن رضؓ اور حضرت حسین رضؓ کو بلوایا اور فرمایا: یہ لوگ میرے اہلِ بیت ہیں، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! میں بھی اہلِ بیت میں سے ہوں، فرمایا: نہیں، "انشاء اللہ۔" (رواہ البغوی وغیرہ)

یہ حدیث دلالت کر رہی ہے کہ اہلِ بیت میں سب داخل ہیں اور "انشاء اللہ" کا لفظ (امیدِ مستقبل کیلئے بلکہ تحقیق اور) تبرک کیلئے استعمال ہوا ہے۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اہلِ بیت وہ لوگ تھے جن پر صدقہ کا مال (لینا) حرام کر دیا گیا تھا۔ یعنی اولادِ علی رضؓ، اولادِ جعفر رضؓ، اولادِ عقیل رضؓ، اولادِ عباس رضؓ اور اولادِ حارث رضؓ بن عبد المطلب۔ تطہیر

سے مراد ہے دُنیا میں گناہوں کی نجاست سے پاک کرنا اور آخرت میں مغفرت فرمانا اللہ نے آیات مذکورہ میں اُمہات المومنین رضی اللہ عنہن کو بعض چیزوں سے منع فرمایا، بعض باتوں کے کرنیکا حکم دیا۔ تاکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا گھر والا کسی گناہ کا ارتکاب کرنے سے بچ جائے اور سب کے سب متقی ہو جائیں بطور استعارہ گناہوں کو گندگی اور تقویٰ کو طہارت فرمایا کیونکہ گناہ کرنیوالے کی گناہوں سے اسی طرح آلودگی ہو جاتی ہے جس طرح جسم نجاست سے آلودہ ہوتا ہے اور متقی ایسا ہی پاک و صاف ہوتا ہے جسطرح کپڑا دھونے سے پاک و صاف ہوتا ہے۔

چونکہ گناہ اور گندگی میں بہت گہری مناسبت ہے اسی لئے حضرت ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پانی کا استعمال خواہ رفع حدث کے لئے کیا گیا ہو، یا بطور ثواب (و قربت) بہر حال مستعمل پانی نجس ہو جاتا ہے۔

حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو اچھی طرح وضو کرتا ہے اسکے گناہ اُسکے بدن سے نکل جاتے، یہانتک کہ ناخنوں کے نیچے سے بھی خارج ہو جاتے ہیں (اور پانی کیساتھ بہہ جاتے ہیں۔)" (متفق علیہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو مسلم بندہ (یا فرمایا مومن بندہ) وضو کرتا ہے، اور منہ دھوتا ہے تو اسکے چہرے سے پانی کے ساتھ آنکھ کے گناہ بالکل نکل جاتے ہیں۔" (الحدیث رواہ مسلم)

شیعہ کہتے ہیں کہ یہ آیت ثابت کر رہی ہے کہ حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین معصوم تھے اور حضرت رسول رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خلفاء یہی تھے دوسرا کوئی خلیفہ نہیں ہو سکتا۔ اور انہیں حضرات اربعہؓ کا اور ان کے بعد (انکی نسل کے) دوسرے اماموں کا ہی اجماع معتبر ہے (یعنی اللہ جس چیز کا ارادہ کرتا ہے اسکا پورا ہونا لازم ہے)۔ اور حسب صراحت آیت مذکورہ اللہ تعالیٰ اہل بیت کو طاہر بنانا چاہتا تھا۔ اسلئے اہل بیت کا معصوم ہونا ضروری ہے، گناہگار پاک نہیں ہوتا اور عصمتِ امامت (یعنی خلافت) کی شرط ہے اور چونکہ حضرت ابوبکرِ صدیق، حضرت عمرِ فاروق اور حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین بالاجماع معصوم نہ تھے نعوذ باللہ، اسلئے خلافت کا استحقاق صرف اہل بیتؓ کو تھا۔ شیعہ فرقہ کا یہ استدلال غلط ہے۔

۱ - آیت کا نزول اُمہات المومنین رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کیلئے ہوا ہاں یہ چاروں بزرگ ہستیاں حکمِ آیت میں داخل ہیں۔

۲ - آیت عصمت پر دلالت نہیں کرتی ، (ارادہ تطہیر کا معنی عطاءِ عصمت نہیں) دیکھو آیت وضو میں تمام اُمت کو خطاب کر کے فرمایا ہے:

مَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُم مِّنْ حَرَجٍ وَلٰكِن يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ

یعنی: " اللہ تعالیٰ تم پر کوئی تنگی ڈالنا نہیں چاہتا بلکہ تم کو پاک کرنا چاہتا ہے۔" (تو کیا ساری امتِ اسلامیہ کو اس آیت کی روشنی معصوم قرار دیا جاسکتا ہے ؟)

اگر شبہہ کیا جائے کہ آیتِ تطہیر کا تقاضا تو گناہوں سے پاک کرنے کا ارادۂ الٰہیہ ہے (یعنی اگر گناہوں سے تم کو پاک کرنا چاہتا ہے) اور آیت وضو کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تم کو نجاست اور غلاظتِ بدنیہ سے صاف و پاک کرنا چاہتا ہے اگر تم وضو کرو گے (تو بدنی انجاست دُور ہو جائیگی) دونوں آیتوں میں ایک ہی قسم کی تطہیر نہیں ہے مگر یہ شبہہ بے اصل ہے دونوں آیتوں میں اللہ تعالیٰ کا ارادۂ تطہیر مشروط ہے آیت وضو میں مشروط بالوضوء ہے ، اور آیت تطہیر میں مشروط بالتقویٰ ، یعنی اگر وضوء کرو گے تو نجاستِ بدنی

سے پاک ہو جاؤ گے۔ اسی طرح : اے اہل بیت! تم تقویٰ اختیار کرو گے تو گناہوں سے پاک ہو جاؤ گے۔

یہی وجہ ہے کہ جس طہارتِ بدنی حاصل کرنے کے لئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے پانی کے استعمال کا طریقہ بنا دیا، اور فرمایا: " فَلَا تَخْضَعْنَ " پس جس طرح طہارتِ بدن پانی کے استعمال سے وابستہ ہے اسی طرح طہارت باطن تقویٰ پر موقوف ہے۔

۳۔ اِمامت، (یعنی: خلافت ارضی) کے لیے عصمت شرط نہیں ہے۔ معصوم کی موجودگی میں غیر معصوم خلیفہ ہو سکتا ہے۔ دیکھو حضرت شموئیلؑ اور حضرت داؤد علیہم الصّلوٰۃ والسلام کے موجود ہونے کے باوجود طالوت کو خلیفہ (بادشاہ) بنا دیا گیا تھا۔ آیتِ مبارکہ میں آیا ہے:

" اِذْ قَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا ۝ "

بھر حال، مذکورہ تحقیقاتِ انیقہ سے جہاں اہل بیت

رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا مقام و شرف عیاں ہوا
وہاں اہلِ بدعت کے مصداق حضرات بھی ہمارے سامنے آ گئے۔
پس آیتِ قرآنی کو توڑ مروڑ کر پیش کرنے کی جسارت بھی ناکام
و نامراد دارین ہوئی۔ اور یاد رکھنا چاہیے کہ قرآنِ مجید ہی
زندہ جاوید سدابہار آسمانی کتاب ہے، اس میں کسی قسم کی
تحریف و خود ساختہ تفسیر کی مطلقاً گنجائش نہیں۔ اسی وجہ سے
حضرت مصنّف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس وظیفہ میں فرمایا:

"وادّی الامانۃ ونصح الامّۃ وکشف الغمّۃ
وجلی الظلمۃ وجاھد فی سبیل اللہ وعبد
ربّہ حتّٰی اتاہ الیقین۔"

((ختم شد))

تقسیم کار

شیخ محمد عثمان اینڈ سنز "مدینہ چوک" گاؤ کدل سرینگر

HANIFIA ARABIC COLLEGE LIBRARY No. ... Date ... Price ...